PK
1979
M35

Manzur Ahmad, Sayyid
Matla'-i khvurshid

PLEASE DO NOT REMOVE
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

Manzūr Aḥmad, Sayyid.

Maṭla'-i Khurshīd

PK
1979
M35

LIBRARY
JUL 25 1970
UNIVERSITY OF TORONTO

بہ عون صناع ملکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

مطلع خورشید

مطبع منشی نولکشور میں بار دوم مطبوع ہوا

LIBRARY
MAY 8 1968
UNIVERSITY OF TORONTO

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توائر شوق شکر ایزد تعالی شانہ کا کانون صدور شعرا مین کیون نہ شعلہ زن ہو کہ جسنے
چار چمن بہت بنا کو فصول ارکان رباعی عناصر سے مردّف کرکے طوطی شکر خندہ سے
نفس ناطقہ کو مقابل آئینہ تامل جمال عروس معانی اِنَّ مِنَ الشعر لحکمۃ کی شکرریز کیا ٭
اور قید قوافی سپاس اوس خداوند حقیقی کی مزید وصل معشوقان مجازی سے ہے کہ
جسنے عنادل خوش الحان دبستان شعرای فصیح نوای زبان کو قفس تنگ دہان مین قوت
اذہان راسخان ان من البیان لسحرا سے نغمہ ریز فرمایا ٭ سبحان اللہ ایسا قادر کہ جسکی مشاطہ
قدرت کی بکر عروس معانی کو حجلہ صدور فکر مین جلوہ ظہور کا بخشا ٭ اور جسکی صانع حکمت نے
سواد لفظ کو فروغ مضمون سے مثل مردم چشم کی سرچشمہ نور کا کیا ٭ زبان نطق پرداز
افاضہ نیسان مکرمت سے گوہر بدامان ٭ اور فکر معنی طراز فیض بہار موہبت سے

گل درگریبان لمصنفہ دہان غنچہ فیض حمد سے وا ہے زبان خار شکر اوسکی مین گویا ہے
زمین پر ہین رسوان سو بحر احسان ہے فلک یک خیمہ ہے اوتا دو ارکان نعت
جواہر زواہر منشور تحیات بیحد نثار روح پر فتوح اور صدر رسالت شرح اوس مطلع
دیوان رسالت پر کہ جسنے مجموعۂ وقافیتین حسنی والسنی کو فرد غیاب اپنی ہدایت کا
رکے دُرر غرر ندائی انا افصح العرب والعجم کو آویزہ گوش عالم و عالمیان کا کیا ہے
اور جواہر منظوم صلوٰۃ لاتعد موزون عقد اوس باعث ایجاد و تکوین کو کہ جسنے حمائل انوار
از ہار وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی سے دوش جہان و جہانیان کو موشح ومزین فرمایا
حبذا السید خاتم النبیین کہ جسکا دین متین ناسخ ملل و ادیان سابقین ہے وسنت سنیہ جسکی رافع
سنن انبیا و مرسلین ہے اعنی فخر النبیین ہے خاتم المرسلین ہے مصباح شبستان نبوت ہے مشکوٰۃ
ایوان رسالت ہے مرغوب ارباب طریقت ہے مطلوب اصحاب حقیقت ہے شفیع المذنبین ہے
انیس المؤمنین ہے نبی الحرمین ہے امام القبلتین ہے مخلع بخلعت قرابت فکان قاب قوسین او ادنی
ذی الکحل بکحل الجواہر ما زاغ البصر وما طغی ہے خاتم فص رسالت ہے عالم نص نبوت حضرت احمد مجتبیٰ
محمد مصطفے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم منقبت نفحات رائحات درود و طیبات
وتحیات زاکیات سے ارواح طیبہ واشباح طاہرہ مشاہیر آل اطہار اور جماہیر اصحاب کبار
خصوصاً چار رکن مشکوی شرائع مصطفوی اور چار عنصر کالبد خلافت نبوی یعنی
خلفاء الراشدین ائمۃ المہدیین سے مروح ومعطر ہو کہ جنہون نے اپنے حسن اجتہاد سے
باطنان جہالت کو سالک مسلک آشتی وآگاہی کا فرمایا رضوان اللہ علیہم وعلی ذراریہم
واتباعہم واجزا بہم اجمعین بعد مدح سخن اما بعد قافیہ سنجان انجمن فصاحت اور عندلیبان
چمن بلاغت پر کہ مشاطہ عرائس معنی پروری اور قابلہ دوشیزگان سخن گستری کے ہین

مخفی و محجوب نرہے کہ کوئی متاع ازلیس گران مایہ اور روشن گران بہا سخن سے
دوکان امکان مین بازرگانان فہم و رسا کی ہاتھہ نہ آئی اور کوئی بضاعت ذی قیمت
نفیس و پرضیا کلام منظوم سی بازار ادوار مین کاروانان ذہن و شعور کی نہین پائی
عروضی خردکی بحر تدارک مین گو متواتر غوطہ مارے لیکن دریتیم گرانبہاتر مثل اوسکے
قبضہ و دخل مین نہ آیا اور جماعت رمال عقلانی دائرۂ بیاض خرد مین ہرچند زائچ
اوسکا جا بجا ہرکسیطرح زائچہ ضمیر سے استخراج حکم نظیر شکل فرح بخش اوسکی کا نہوا
صیرفی شعور کو کوئی چیز درست عزیز زائد اس سے نملی اور مصور فکر کے مرقع خیال مین
زیباتر اس سے کوئی صورت متصور نہوئی وزن و مقدار اس در شاہوار کا بجانے بغیر
جوہری کامل اور قدر و اعتبار اس نقد کامل العیار کا نہ پہچانے الا صیرفی عاقل
اور انصاف انہ تو یہ ہی شعر کوئی گوہر نہین سخن کے سوا قدر و قیمت مین اسی در یکتا
نظم ایک دریا ہے ناپیداکنار کہ جسکو کوئی عبور نہین کرسکتا مگر بموزونی اذہان پسندیدہ
اور کلام موزون وہ میزان ہی گران بار کہ جسکو اوٹھا نہین سکتا کوئی الا بمدد
دست طبائع سنجیدہ آدم سے بہر سخن لیکن باوصف تنوع اسالیب اور تلون ترکیب
اور تفاوت مراتب ذہانت اور تباین درجات فراست کے شئے جلا بخش اس گوہر روشن
اور موزون کن اس جواہر سرہمن کا علم قوافی ہے کہ کوئی ناظم علی الحقیقۃ
دریافت اس دقیقہ سے مستغنی نہین کیونکہ جبتک جوہری گوہر سخن کو رشتہ
نظم مین منتظم نکرے عقد گلوی شاہد دلپسند دقیقہ سنجان بلاغت کا نہو اور جبتک
جنس شعر و سخن کی میزان قافیہ مین ہم سنگ نپائی جاوے منظور انظار کامل العیار
اصحاب فصاحت کا نہو ماہرین علم پر مخفی نہین ہے کہ شاعر لا علم کنہ قوافی سخن

محافل بلغا و فصحا ہوتا ہے اور کلام اوسکا مصنع اوقات عقلا و علما فلہذا جب
طالب صادق مجوبہ دقائق رائقہ اس فن سے ہمدوش ہو تب تلاش اوسکی
عین غیرت یوسف طلعتان سحبان طبیعت ہوا اور جب عاشق واسق صفت عذرا ے
نکات فائقہ سے ہم آغوش ہوت تابجا اوسکی باعث رشک لیلی نشان حسان جودت ہو
رخسارہ سلمای عبارت کا منور و منضر ہو اور زلف مشکین لیلاے مقال کی غیرت
نافہ و عنبر ہو اک شعر اوسکا بیفاصلہ نائب مناب مثنوی شیراز زبان ہو اور اک غزل
اوسکی باعث خجلت غزالہ دیوان حجازیان ہو مطلع اوسکا مقطع قصائد عراقیان ہو او
مقطع اوسکا خاتمہ کلام صفاہانیان ہو رباعی اوسکی چار ابروکن رخسارہ رعنای دلبند ہو
اور تنہائی اوسکی آبروریز سلک گوہرین حسناے خاطر پسند قطعہ قافیہ سنجان کہ ہیں عالی تبار
گنج دو عالم پہ رکھیں اقتدار ہو مفتح ابواب سخنہ نکتہ دان ہو مرد سخن سنج کی بیشک زبان
نظر بران شائق صادق کو چاہیے کہ تاسیس اساس علوم قوافی مین بساعد مساعد
ایسی ناموری کا ہووے کہ مجلس گوہر سنجان فصاحت مین شہرہ اوسکی سخنوری کا
پہونچے ہو و خلل تواتر سخن چینیان بدگہر سے اوسکا کلام موزون خروج کرے ہو اور
معراج قبول دقیقہ رسان عالی خبرت پہ عروج فرماوے ورنہ بدون حصول اس در
بے بہا کے گوہر سخنوری برباد بیابانی ہے بقول شیخ شیراز شعر نطق سے انسان بہتر ہو ورنہ
دواب ہو چاہیے انسان کو نطق باصواب ہو درینولا ہر چند سلطان شوق سخن گوئے
بزبان اردو اقالیم ضمائر شائقین بہ علم زن اوری زمانہا نوائرہ عشق غزل نویسی کے
کانون خواطر محبت مظاہر احبا مین شعلہ فگن اگر مہذب کلام اور اصول سخن کا کدہ کو ہوا
بسبب انضباط املاک و اقطاع کے فرصت وقت نہ ملی کہ چند سے حصول خود فن قوافی کا

کرین بلکہ بغور حصول ملکہ نوشتہ اند شدہ بود کی محض معیشت مین کہ انسان حریص کو
اوس سے چارہ نہین ہے مشاغل ہوی گم اور مفقود ذا ور بروقت اشتغال شوق کی مطالعہ کتب
قوافی فارسی سے کہ متعلق ہین قاصر رہے اور سوا ازین ایسا کوئی رسالہ بزبان اردو
کہ ذہن نشین طالب فن قوافی مین ہو کسی متقدمین و متاخرین نی تالیف نہین کیا لہذا
خیر خواہ طالب فن ہیچمدان امیدوار صد مغفرت ذو المنن ترد الخلائق کمترین جہانیان و نالائق
با آنا خوان دلبستان نادانی و بیعلمی سیاح بحور لاعقلی و کم فہمی معتصم بحبل عنایت رب صمد
محتاج شفاعت نبی امجد فقیر ابو عبد العزیز المدعو بہ منظور احمد غفر ہما اللہ الاحد ابن
عالم اکمل و حکیم اجل مولوی ابو عبد اللہ محمد قلندر علی خلف الصدق سید غلام حسین
رفع اللہ درجتہما و نور مضجعہما رضوی الحسینی نسباً و الحنفی مذہباً نقشبندی المجددی
مشرباً بدنی المشہدی اصلاً و الصمدانی الفرخ آبادی وطناً نے برطبق تاکید و
فرمایش مزید بر وفق قد غن و خواہش عدید احباب عالیجناب جلیل النصاب کی اس
عجالہ نافعہ و وجیزۂ مفیدہ کو کتب معتبرہ اہل فن جیسے رسالہ قافیہ عالم بیبدل
فاضل عدیم المثل مخلع بخلعت بلند نامی مولانا عبد الرحمن جامی اور عنوان الشرف
علامہ شرف الدین اسمعیل اور قسطاس علامہ جار اللہ زمخشری اور معیار الاشعار
علامہ محقق طوسی اور معیار جمالی مولانا شمس فخری اصفہانی اور کتاب المعجم
محمد شمس ابن قیس اور مناظر الانشا شیخ محمد گیلانی اور بدائع الصنائع مولانا
عطاء اللہ حسینی اور رسالہ نور الدین ابن احمد اور مفتاح سکاکی اور نہایت الارب
شرح عروض ابن حاجب اور رسالہ علامہ عصر قدوہ کملای دہر مولانا رفیع الدین
وغیرہم سے انتخاب و استنباط کر کے زبان اردو مین مشعر بیان مصطلحات قوافی و فوائد

الوزن مع بحر
وزن بحر
العروض
والتفعیل

ونظائر و وجوہ تسمیہ اصطلاح اور معنی قرار دادۂ مصطلحان قوافی و لغت و اعتراض وجواب مترجمہ اور حرکات و اسماے حروف قوافی جدا جدا فارسی و عربی و اردو کی بہ بیان مفصلہ تالیف و تصنیف کیا بعنایت رب ودود کا امیدوار ہون کہ اس رسالہ کو مقبول و مانوس طبائع فیض منابع خاص و عام کرے ۞ آمین رب العالمین عرض خدمت مین نکتہ سنجان حقائق بلاغت اور دقیقہ رسان دقائق فصاحت کے یہ ہے کہ خطا و غلطی مصنف سراسر تقصیر پر نظر نفرماوین کیونکہ فقیر تا بحین نے تاحال کوئی رسالہ قافیہ کا زبان اردو مین نہین دیکھا پس باین معنی فقیر مصنف بناء الی جامع قوافی و الفاظ اردو کا بانی و بادی ہے اور بادی سے منظر ابتداے فعل نہ ہم خطا واقع ہوتی ہے لہٰذا حتی الامکان اصلاح مین دریغ نفرماوین اور دعاے خیر حسن عاقبت مولف مذنب کو یاد کرین اِنَّ اللہ لا یُضِیعُ اَجرَ المُحسِنِین

کلام اول در تعریف قافیہ و معنی و وجہ تسمیہ آن

شبدیز خامۂ دقائق نگار الفاظ نکات رالقہ مین سطح قرطاس پر اس طور سے جولانی کرتا ہے اور شعاب جبال نکات مدققہ قوافی کو طی کرکے منزل مقصد پر آتا ہے گوہر تحقیق کو رشتۂ تصدیق مین پروتا ہے اور جمال شاہد بیان کو جلوہ ظہور کا دیتا ہے کہ قافیہ اصطلاح شعرا مین مراد ہے اوس مجموع و تمام سے کہ جسکی تکرار الفاظ متحد الاوزان بہت خروز الفاظ متغائر المعانی کی ساتھہ آخر مصرع یا آخر ابیات مین واجب ہو یا مستحسن اس شرط سے کہ مستقل نہو تلفظ مین بلکہ جزو لفظ ہو یا بمنزلہ جزو کی ۞ اور یہ تکرار عام اس سے کہ حقیقی ہو جسطرح پر قوافی رباعی یا قطعات و مثنوی مین یا حکم تکرار کا رکھتا ہو جیسے قافیہ غزل مین ہوا کرتا ہے یا تقدیری جسطرح پر نظم مسمط مین ہوتا ہے اور نزدیک ابو الحسن اخفش کی تمام کلمہ

آخر بیت کا قافیہ ہے اور عند البعض نصف کلمہ ہی اور ابو علی قطرب اور ابو عباس نے فقط حرف روی کو
قافیہ کہا ہے اور ابن کیسان کے نزدیک وہ ہے جسکا اعادہ آخر ہر بیت میں لازم ہو
لہذا حسب قول ابو علی و ابو عباس کی اصطلاح بعض میں رہی اور قافیہ مرادف ہے بیت کا
محاورہ گفتگو میں بولتے ہیں کہ فلان ذال یا شین قافیہ باندھا ہے مثلاً راء مہملہ
اس شعر میں مولانا محمد خرم علی بلہوری کے خدا فرماچکا قرآن کے اندر ٭ مرے محتاج ہیں پیر و
پیمبر ٭ تکملہ اور خلیل ابن احمد امام عروضیان اور سکاکی اور صاحب قصیدہ خزرجیہ
اور مولانا رفیع الدین کے نزدیک تعریف قافیہ کی یہ ہے کہ قافیہ حرف ساکن آخر بیت سے
اوس ساکن تک ہے کہ جو قبل ساکن اول کے ہو خواہ بیواسطہ جیسے فاع اور خواہ بواسطہ
بعضے حروف متحرک کے اور وہ کبھی ایک ہو جیسے لام فعولن کا اور کبھی دو جیسے عین لام
فاعلن کا اور کبھی تین جیسے عین لام اور تا مستفاعلن کا اور کبھی چار جیسے فا اور عین اور لام اور
تا فعلتن کا پس جبکہ ساکن ثانی ماقبل اوسکے ہو تو دونو ساکن مع ما بینہما قافیہ میں داخل ہیں
لیکن بنسبت حرف ماقبل ساکن اول کی دو روایتیں ہیں محقق طوسی حرف حرکت ماقبل کو
داخل قافیہ رکھتے ہیں نہ حرف مذکور کو سکاکی حرف کو بھی داخل قافیہ کہتا ہے اور
صاحب قصیدہ خزرجیہ اور مولانا رفیع کا یہی مذہب ہے کما قال صاحب القصیدۃ شعر

وَقَافِیَۃُ الْبَیْتِ الْاَخِیْرُ قَدْ رَوَوْا ٭ اَلْمُتَحَرِّکُ قَبْلَ السَّاکِنَیْنِ اِلٰی اِنْتِہَا ٭ اور جار اللہ زمخشری کا

یہ قول ہے کہ ماقبل ساکن اول اور حرکت اول ساقط الاعتبار ہے کما قال فی القسطاس

اِذَا تَوَالَتْ فِی الضَّرْبِ اَرْبَعُ مُتَحَرِّکَاتٍ وَاجْتَمَعَ بَیْنَ السَّاکِنَیْنِ کَفَعَلَتُنْ اِذْ وَقَعَتْ ضَرْبًا بَعْدَ جُزْءٍ اٰخِرُہٗ
نُوْنٌ سَاکِنَۃٌ کَقَوْلِکَ مُسْتَفْعِلُنْ فَعَلَتُنْ فَعَلَتْ اَرْبَعُ مُتَحَرِّکَاتٍ مُتَوَالِیَۃٍ قَدْ تَوَسَّطَتْ بَیْنَ نُوْنَیْنِ سَاکِنَیْنِ
سُمِّیَ الْمُتَکَاوِسُ اِلٰی اٰخِرِ الْعِبَارَتِ اور علامہ شرف الدین تعریف قافیہ کی یہ کرتے ہیں ارکان

ان یعرف المقید والمطلق ثم الروف بینها ثم الموسس ثم الوصل ثم الخروج ثم الحروف والحرکات
والعلل قافیہ باب قفا یقفو سے صیغہ اسم فاعل کا ہے معنی اسکے لغت مین پس رو
و درپی رونده کے ہین اور قوافی جمع اوسکی ماخذ اسکا قفو بمعنی از پی رفتن ہے یا یوں کہ اصل اسین
تا ہے قرینہ الحاقیہ ہے علامت اسمیت کی ہے جسطرح پر لفظ حقیقت مین مقابل لفظ
مجاز کے ؛ چونکہ قافیہ کے حرف آخر لیعنے پیچھے کل الفاظ بیت یا پیچھے اکثر ابیات کی واقع ہوتے ہین
گویا پیچھے اونکے جاتا ہے لہذا قافیہ سے موسوم کیا ؛ جزو کلمہ اوس حرف کو کہتے ہین کہ
جسکے جدا کرنے سے وہ لفظ بے معنی ہو جاوے مثلا صنم کہ میم اسکا جزو کلمہ ہے اور زم کہ میم
اسکا بمنزلہ جزو کلمہ ہے سودا ؛ سنگ کو آتشے کرتا ہے پانی آسمان ؛ ہو نہ ہو یہ لاوے
آرسی تا عیب ارکے روبرو ہان ؛ مرزا قتیل کھول دنیا ضرور بند کفن ؛ جوش وحشت ہو
پس مردن ؛ دونون مصرعو اول مین نظیر جزو کلمہ اور مصرعون آخر مین بمنزلہ جزو ؛ واجب
اوسکو کہتے ہین کہ جسکا لانا ضرور ہے لا ؛ اوسکے شعر نہو جیسا کہ عاقل کا قافیہ
دل لانا واجب ہے حافظ شیرازی لبش مے بوسم و درمیکشم مے ؛ آب زندگانی بردہ ام
پیغمبر ؛ جسرات چشم وہ جادو بھری ہو کہ جو نگ آوے نظر ؛ شکل نرگس نظر آئے انگوٹھی مین نگینہ
نور بصر ؛ مستحسن وہ ہے کہ جسکا لانا حسن ہے مگر درجہ ضرورت سے خارج جیسا کہ عاقل کا قافیہ
کامل کرنا مستحسن ہے کرامت علی خان شہیدی دلبن اربان نہا رہا سیر چمن کا اوسکے نگ ؛
کہ مرے ساتھ وہ زنجیرہ شمائل ہوتا ؛ اوسکی یہی ہے کہ بیل مین جتنا پیرتا ؛
ہاتھ اوسکا میری گردن مین حائل ہوتا ؛ واجب ؛ لازم ہے کہ غزل و نظم مین
ردیف یا ہرگز کفایت وحصر کرے جسطرح پر اس شعر مین لاحد ہر کہ رخ جو بیار
یکبار دید ؛ از غم عشق تو خلاصی ندید ؛ دائم بتحیر است گلہا طرح سرو گلستان

نہین ہے ۔ مانند لبت لعل بدخشان مین نہین ہے ۔ دست زلف بلا انگیز عزیز و نگاہ ہے
دل قید ۔ کچھ آپ ہی جبین کی عرق افشان ہی نہین ہے ۔ جرأت دیدہ حسن کو بھی ہمکی
جسکی ہوس ۔ ساق ہی یا ہو نہ بکو زمین کہ جیسے اوسکے ہوس ۔ ہر زا سودا عاشق تو نامرد ہے
بس اسقدر کہ ہم ۔ دلکو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کر کے ہم ۔ علی ہذا دیوان میر یار علی متخلص
بہ جان صاحب کے غزل مین کہ فقط لفظ گور پر کہ ردیف ہے حصر کیا اور قافیہ نہ کہا جان صاحب
مر جاؤن تو نہ آوی وہ شب دیجی کی گور پر ۔ کتا ہون گدہی مین جان دون بہرام گور پر ۔
پروانی باجی صبح سے مرتے ہین شام تک ۔ روتی ہے شمع رات کو عاشق کی گور پر ۔
کل غزل کا یہی طور ہے بجز مطلع کے کہ اوسمین لفظ گور تجنیسا واقع ہوا ہے داخل
اور مصراع مین بجز معنی قبر کے اور معنی نہین مین اور یہ عیوب سے ہی لہذا اور قافیہ
تسجمر و بحث مسمط مسمط بالضم میم و فتح سین مہملہ و تشدید میم ثانی مفتوح و طاء مہملہ اصطلاح صنعت شعری
اوسکو کہتے ہین کہ شاعر تین مصرعہ یا زیادہ مین ایک قافیہ کی رعایت مرعی رکھے اور
مصرعہ چہارم یا مافوق اوسکے کو اپنی حالت پر چھوڑ رکھے جیسے اس غزل مین بعضی
اے ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدہ ۔ وی شمع شب افروز من از من چرا رنجیدہ ۔
خواہم ترا مہمان کنم تا جان و دل قربان کنم ۔ جا سے تو در چشمان کنم از من چرا رنجیدہ ۔
من عاشق زار توام از جان خریدار توام ۔ تا زندہ ام یار توام از من چرا رنجیدہ ۔
حافظ دارم گناہ بے عدد استغفر اللہ العظیم ۔ درماندہ ام دردام و دد استغفر اللہ العظیم ۔
جرم گناہ آوردہ ام نامہ سیاہ ور دہ ام ۔ روی چو کاہ آوردہ ام استغفر اللہ العظیم ۔ نیدگی
نشنودہ ام در فسق کم آسودہ ام ۔ سر تا قدم آلودہ ام استغفر اللہ العظیم ۔ حرف مطلع مین
قافیہ لاتے ہین باقی اشعار مین نہین لاتے لہذا اس مین قافیہ تکرار تقدیری قرار دیا

اور امام الدین احمد صاحب مجمع الصنائع اور رشید الدین وطواط صاحب حدائق السحر اور صفی الدین
حلی اور عزیز الدین موصلی اور جماعت کثیر نے فحول علماء نامدار سے صنائع بدیعی مین
مسمط کو لکہا ہے لہذا حدود شرائط قافیہ سے خارج ہے مگر محقق طوسی کلمات متشابہہ
مسمطات کو بہی قافیہ محدود مین شمار کرتے ہین کما قال فی فصل الاول کتاب المعیار اور
مولانا جمال الدین حسین انجو صنعت مسمط کی منکر اور کلام قدما مین اعتراض نفرنا کر سہو قرار دیتے ہین معنی التسمیط کی
لغت مین مروارید در رشتہ کشیدن چونکہ صنعت مسمط مین آخر چند مصراع کی قوافی متماثل آتی ہین لہذا مناسبت نام
موتی پرونے سے رکہتا ہے یا اینکہ تسمیط کی معنی چیزی بفتراک زین بستن کی ہین چونکہ شاعر چند مصراع اپنے کو باہم دیگر سے
مربوط اور منتظم کرتا ہے گویا کہ فتراک زین مین باندہتا ہے کلام دوم در تعریف
ردیف و حاجب و معنی و وجہ التسمیہ آنہا آرائے جہان آرائے ارباب بلاغت
اور ضمائر فیض ذخائر اصحاب فصاحت پر ناظم قلم توضیح معانی ردیف اور توزین تعریف
حاجب کی کلام و بیان کو اسطرح پر مردف کرکے مبرہن کرتا ہے مستور و محتجب نرہے کی
ردیف کی معنی لغت مین یہ ہین کہ ایک گہوڑے پر پیچہے سوار کے دوسرا اسوار ہو اور
کلام شعرا مین اوس لفظ واحد یا الفاظ زائد از واحد کو کہتے ہین کہ جو براہ استقلال
حقیقی یا حکمی بعد قافیہ آخر ابیات مین بعینہ بار بار واقع ہو خواہ بمعنی واحدہ خواہ بمعنی
مختلفہ خواہ ایک بامعنی ہو اور ثانی بےمعنی نظیر بیک معنی جیسے جانم بود و ایمانم بود ٭
نظیر بہ معنی مختلف جیسے جان ما و طوفان ما یعنی جان من و طوفان آب ٭ نظیر بے معنی
جیسے رستہ از ہر جا نرگس و دیدہ کند وا نرگس ٭ قسم دیوانہ لبش بکیدم و خاموشش
گفتگو بیم کرد ٭ کبود ئی لب او سرمہ در گلویم کرد ٭ منظور عفی عنہ اوراق گل یہ وصف
رقاع نگار سے ٭ طغرا لکہا بہار نے خط غبار سے ٭ لالا دری آنکہین عاشق کہ نہ تو

اسے گل رعنا دکھلا ؛ بلبل کو کسی باد ان کو تماشا دکھلا اور ملک خصال پری وش خجستہ خو کہتا ؛
مجال تھی کہ رنگ یار کو مین تو کہتا ؛ نظیر بمعنی مختلف مبارک بریلوی جنبش مژگان
نہین ہو جب چشم یار پر ؛ دوپہرے نکلے چل رہے ہین مردم بیمار پر ؛ دو ہجوم بلبلان
فصل خزان مین اب کہان ؛ اور ٹہنے پہرتے ہین گلستان مین فقط دو چار پر ؛
نظیر کہ زائد ایک کلمہ سے ہو امیر خسرو دہلوی لب شیرین تو کان نمک ستدہ ؛
گرچہ شکر نہ مکان نمک ست ؛ لاحد اے دوست کہ دل زبندہ برداشتہ ؛ نظیر ست
کہ دل زبندہ برداشتہ ؛ لاحد اے ہودم بلے گذاری ؛ بیدردم بلے گذاری ؛ لاحد
متوالی شراب کو چہپا کر لانا ؛ مست والے شراب کو چہپا کر لانا ؛ ہے دختر رز کی پاس عصمت
منظور ؛ متوالے شراب کو چہپا کر لانا ؛ لفظ متوالے کہ تجنیساً تین جگہہ پر واقع ہوا ہے
تین معنی رکہتا ہے مصرع اول مین بہ معنی مست مصرع ثانی مین صاحب عقل مصرع
رابع مین ظاہر ست لا اور شراب کو چہپا کر لانا ردیف ہے رباعی پروا نہین جو سیر
گلستان کیجیے ؛ پروا نہین جو سیر گلستان کیجیے ؛ جون مرغ اسیر پر تو رکہتے ہین ہم ؛
بے پروا نہین جو سیر گلستان کیجیے ؛ مصرع اول مین بمعنی پروا مصرع دوم بمعنی پر کشادہ
مصرع سوم مین بمعنی لیکن پروا نہین اور ردیف دو قسم ہے ایک مستقل کہ جسکا
بیان گذرا کہ براہ استقلال حقیقی آخر ابیات مین بعینہ مکرر وارد ہو دوسرا غیر مستقل
یعنے مستقل حکمی ہو کہ جو قافیہ معمولی تحلیلی مین پایا جاوے کہ نصف لفظ کو قافیہ اور
نصف کو ردیف ٹہرا دین جیسا کہ اس غزل مین انشا جگر کی آگ سنے ہے جس جلد وہ شعلا ؛
لگا سے کے برف مین ساقی صراحی ہمے لا ؛ نکل سکے وادیے وحشت سے دیکہنے مجنون ؛
کہ کیا ہی رہا ہودم سے آتا ہے نالہ لیلی ؛ تو نزاکت ادہر کی گل رعنا کی دیکہو تو انشا ؛ نسیم صبح

جو چھو جاے رنگ ہو میلا ۔ کلمہ لا اخیر دونون شعرون مین غیر مستقل واقع ہو جاے
در آئینہ روی تو گر منیم راست ۔ انوار تجلی الٰہی پیداست ۔ کلمہ ست موقوعہ مصرع ثانی
بمقابل کلمہ راست مصرع اول کے غیر مستقل واقع ہوا واضح ہو کہ لانا ردیف کا ابتدا
گو واجب نہین ہے مگر جب ردیف لائی جاے تب تکرار اوسکی واجب ہو جاتی ہے
تشریح جو شعر کہ شامل ردیف کے ہو اوسکو مردف بہ سکون راء مہملہ کہتے ہین اور یہ
شعار خاص شعراء عجم و اردو کا ہے کیونکہ ردیف مخترعات شعراء فارس سے ہے
مانند رباعی اور تخلص کے مگر کسی کسی شاعر عرب نے بتقلید اہل عجم کچھ غزلین مردف لکھی ہین

بیان حاجب

حاجب اصطلاح ارباب عروض مین مراد اوس لفظ مکرر سے کہ جو بیک معنی قبل ایک
قافیہ کے آوے جیسے لفظ سلطان کا اس رباعی مین مسعود سعد سلطان ملک ہست و
در دل سلطان بود ۔ ہر روز کشندہ عدوی او سلطان بود ۔ ہر گز نبود و نبود و بر سلطان زوال
چشم بد خلق از وقار سلطان دور ۔ خواہ مابین دو قافیہ کے جیسے لفظ داری کا اس
رباعی مین لاحد اسے شاہ بر آسمان داری تخت ۔ سست است عدو تا تو کمان داری سخت
حملہ سبک آری و گران داری تخت ۔ پیری تو بدانش و جوان داری بخت ظہوری
از زمزمہ بر برگ و نوا گشتہ بہار ۔ زآہ گہر عشق و حسد انگشتہ دہان ۔ بیگانہ دل شدند
غمہا ہمہ کہن ۔ تا نغمہ نو رس ہست ناگشتہ زبان ۔ میر کہین انکھون سے خون ہو کے بہا ۔
نہین دل ہی مرت جنون ہو کہ ۔ ساقی جو دوے نازنین بزم کو دے لشار تین ۔ جملہ
ابرو ہی قرین بزم کو دے اشار تین ۔ عند البعض حاجب مین قافیہ اور ردیف اور جو
الفاظ کہ بطریق لزوم مالا یلزم سے مکرر لاوین شامل ہے مگر اسپر حکم اور عمل نہین ہے

کلام سوم در حروف قوافی و معانی و وجوہ تسمیہ آنہا

مخلبند ان بساتین سخن اور شاخچہ پیرایان نکات نو و کہن انکشاف تعریف قوافی مین معیار
فکر کو قید تلاش سے مطلق و مجرد فرماتے ہین اور نائرۂ عشق تشنہ کامان وادی فراق کو
زلال امید وصال سے منطفی و ریان کرکے ہمردیف محبوب مطلوب کا کرتے ہین کہ اصل بنیاد قافیہ کی
حرف روی ہے اور آٹھہ حرف تبع اوسکے چنانچہ ان نو حرفون کو کسی استاد ذی اکتقطعہ نے
بترتیب شایستہ جمع کیا ہی قطعہ قافیہ در اصل یک حرف است و ہشت آن تبع ٭ چار پیش و
چار پس این مرکز آمد دائرہ ٭ حرف تاسیس و دخیل و ردف و قید انگہ روی ٭ بعد ازان وصل
و خروج است و مزید و نائرہ ٭ واضح ہو کہ چار حرف قافیہ کے روی سے ماقبل اور چار حرف
روی کے مابعد ہوتے ہین پس پہلے حرف روی کی تصریح کی جاتی ہے روی بفتح را و
بکسر واو و سکون یا وہ حرف ہے کہ جسپر مدار قافیہ کا ہو خواہ وہ حرف اصلی ہو
یا بمنزلہ حرف اصلی قافیہ کے واقع ہوا ہو جیسے حرف لام کا ان دو شعرون مین لا حد
در ازل نقش تو بر صفحۂ گل دیدیم دل ٭ دیدہ و یاے دل بیچارہ فرو رفت بگل ٭ سودا
دیدہ تیری ہی تئی حق سے نگہہ کا ہے خلل ٭ ایک سے دو نظر آتی ہے بچشم احول ٭ اور روی
عند البعض مشتق ہے روی سے اور روی کی معنی لغت مین سیراب شدن کے ہین پس وجہ تسمیہ یہ
ہوئی کہ جسطرح تشنہ پانی پینے سے سیراب ہوتا ہے اسطرح بیت نزدیک حرف روی کے
تمیم سے سیراب ہوتی ہے یا متکلم بسبب روی کے تکلم سے سیراب ہوتا ہے اور عند البعض
روی مشتق ہے رواء سے اور رواء کی معنی لغت مین ایسی رسی کے ہین کہ جس سے بوجھہ شتر پر
باندہا جاتا چونکہ بنیاد ابیات کی قوافی پر ہے اور بنیاد قوافی کی اسی حرف پر ہے گویا کہ
اسی حرف سے شعر بیا ابیات باندہی جاتی ہین پس اوسکو رواء سے تشبیہ دیتے ہین اور صاحب منتخب نے
کہا ہے کہ روی بروزن فعیل کے بمعنی فاعل ہے اور مثل عرب مین مشہور ہے ما ترکت الحبل الروی

جب

بٹی سے بنے رسی پس اسکی معنی لغت مین بمعنی ریسمان تابندہ کی ہین جسطرح پر کہ ریسمان تابندہ
آسمین اجزای ریسمان کو جمع کرتا ہے یہ حرف بھی ابیات کو باکدیگر جمع کرتا ہے پس بسبب
تشبیہ کے مشابہ اوس شخص کے روی اس حرف کا نام رکھا تکملہ اکثر قصائد حرف روی کیطرف
منسوب ہوتے ہین جیسے قصیدہ لامیہ و میمیہ و نونیہ چار حرف قافیہ کے جو قبل حرف روی کے
واقع ہوتے ہین وہ یہ ہین پہلے ردف اوس حرف علت یعنے الف اور واو اور
یای ساکن کو کہتے ہین کہ جو حرف روی کے اول واقع ہوا ہو اور بیواسطہ حرف
متحرک کے اور حرکت ماقبل ان حرفون کے اونکی جنس سے ہو ردف بالالف قلق ہے تو پیہ
بجز شراب وصال ؛ مرض ہجر کی دوای محال ؛ ردف بواو آباد لکھنوی ہرگز نہ کوئی دیکھ سکے
رخ حضور کا ؛ دی لا کہہ اپنی آنکھون مین سرمہ شور کا ؛ ردف بیا آتش لکھنوی ساقی ہون تلشن زر سے
مشتاق دید کا ؛ دکھلادے جام مے مین مجھے چاند عید کا ؛ محقق طوسی نے کہا ہے کہ
ردف عام ہے مدہ و غیر مدہ سے اور یہ خواہ وہ حرف علت ہو کہ حرکت ماقبل جنس کی مناسب
جیسے خورا اور خیر خواہ حرف صحیح ساکن بشرطیکہ مدہ قبیل اوسکے نہو تا کہ خارج ہو حرف متحرک
امثال الفاظ سر و عادل مین اور ساکن امثال ساخت و برداخت مین پس قید حرف علت کی
نہین ہوئی ردف کے معنی لغت مین پیچھے سوار ہونیکے ہین چہ پس چیزے بود از پی آن
چونکہ حرف ردف پس پشت یعنے ماقبل روی کے قائم ہوا ہے اسلیے اس نام سے موسوم ہوا
عرب مین بایام جاہلیت یہ رسم تھی کہ ایک شخص جانشین بادشاہ کا ہوتا اور بعد اسکے قائم مقام
ثانی اوسکا رہتا اور طرف راست اوسکے بیٹھتا اوسکو ردف کہتے پس یہ حرف بھی
لازم حرف روی کا ہے وجہ تسمیہ ثالث یہ ہے کہ ردیف و ردف دو ستارہ ہین
نسر طائر کے پاس لہذا حرف روی کے ماقبل کا نام ردف اور مابعد کا نام ردیف کہا

جس قافیہ مین کہ حرف ردف ہوا اوسکو مردف کہتے ہین پس اگر روی اور ردف کے بیچ مین
حرف ساکن نہ آیا ہو اوسکو مردف بردف مفرد کہتے ہین جیسا کہ شال اور سلی گذری اور
اگر ایک حرف ساکن درمیان مین حرف علت اور حرف روی کے واقع ہوا ہو
اوس ساکن کو حرف زائد کہتے ہین اور الف اور واو اور یا ردف اصلی ہے اور اوس
قافیہ کو مردف بردف مرکب کہینگے جیسا کہ اس شعر مین نظیر ردف بالف لا اعلم
ازبسکہ تنم ز آتش ہجر تو گداخت ؛؛ نتوان تنم از تنت باز شناخت ؛؛ ردف
بواو سعدی چرا نیکہ میوہ زنے برفروخت ؛؛ بسی دیدہ باشی کہ شہری بسوخت ؛؛ ردف بیا
لا احد ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو ؛؛ آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو ؛؛ حروف ردف زائد
چہ ہین جیسا کہ کہتے ہین شعر ردف زائد شش بود اے ذوفنون ؛؛ خا و را و سین و
شین و فا و نون ؛؛ جیسا کہ ساخت و سوخت و بیخت و کارد و کاست و دوست و زیست
و کاشت و گوشت و یافت و کوفت و فریفت و ماند و راند و یاد سمجھنا چاہیے کہ ردف قافیہ
فارسی دار دو مین جو واو اور یاے تحتانی ہو حرکت ما قبل انکی کی دو طرح ہے ایک معروف
و مجہول معروف وہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ ما قبل واو اور یا کا خوب بڑہایا جاوے جیسا کہ نور
اور تیر مجہول وہ ہی کہ جو برعکس معروف کی ہو جیسے گور اور سیر پس احسن بلکہ واجب یہ ہے
کہ معروف اور مجہول کو ایک شعر مین جمع نکرنے جس طرح پر اس قطعہ مین کمال اسمعیل یا دل
گفتم تو باری ای دل نیکی ؛؛ کز من دوری بیار من نزدیکی ؛؛ دل گفت کہ با دہان و زلفش عمر نیست
من میسازم بہ تنگی و تاریکی ؛؛ سودا سا لہا ہے صنم نالہ شبگیر کیا ؛؛ آہ یکروز تری دل مین
نہ تاثیر کیا ؛؛ حشر مین بھی نہ اوٹھون اسکہ اذیت کھینچی ؛؛ زندگانی نے دو عالم کی مجھے
سیر کیا ؛؛ سودا ہوا دیکھہ حیران صغیر و کبیر ؛؛ جب آگے سے اوٹھہ بہاگی قالین کے ؛؛

اردو میں اخل عیب افحش ہے احتراز اس سے لازم تشریح اور کبھی اوس یای مجہول کو جسکا
امالہ کلمات عربی کے ساتھ کیا ہو ایک شعر میں جمع کرتے ہیں جیسا کہ اس شعر میں
انوری تا ماہ و یم از من رخ در حجیب دارد ۞ نے دیدہ خواب دارد نے دل شکیب دارد
سودا معشوق مثل عاشق جنکی رکیب میں تھے ۞ اوس یار بے وطن کے روی ہی جلیب میں تھے
دوسری قید اوس حرف ساکن غیر ردف کو کہتے ہیں کہ جو بیواسطہ اول روی کی واقع ہو جسطرح یہ نون ان و نون نظیروں میں شعر جو ہر ہر وقت طلوع از افق لسان ز جنگ ۞
زبانہ تیز کنند نالہ مرا آہنگ ۞ شعر کون اس بازار خوبی میں تری ہمسنگ ہے ۞ حسن کے
میزان میں تیرے مہر و مہ پاسنگ ہے ۞ حروف قید کی باعتبار کثرت استعمال نہ باعتبار
حصر کے دس ہیں کہ اس قطعہ میں منظوم ہیں قطعہ گر حروف قید را گیرید یاد ۞ نسبت و لفظ عجم
از دہ زیادہ ۞ با و خا و را و زا و سین و شین ۞ عین و فا و نون و ہا باشد یقین ۞ جیسے ابر و گبر و بخت
تخت و مرد درد و بزم رزم و مست دست و گشت دشت و نغز مغز و سفت گفت و بند
چند و مہر سپہر و سوای ان کے زای فارسی جیسے مژدہ اور تای فوقانی جیسے پتک چتر اور لام جیسے کلک پلک تلخ بلخ اور الفاظ
عربی میں سوا الف کے سب حرف قید ہیں جیسے صبر جبر و ستر و تر و نشر اشر و مجد نجد و فجر
و فخر بخر و مدح قدح و عذب جذب و حرب کرب و عزم جزم و کسر لسر و کشف لشف
و اصل فصل و غصب قضب و عطر فطر و نظم عظم و جعد رعد و مغص نغص و حفر نفر و
عقل نقل و ذکر فکر و حلم علم و جمل نمل و منع شنع و نور طور و قہر دہر
و خیر شیر تنبیہ اگر بنا قافیہ کی لفظ عربی یا فارسی یا ہندی پہ رکھیں تو رعایت تکرار
قید کی سب حرفوں میں لازم ہے جیسا کہ رعد و عد و کبر و فکر و عیب غیب البتہ بعض
اساتذہ نے باعتبار رعایت قرب مخرج کے اختلاف قید کو جائز رکھا ہے جیسے لفظ

بحر و شہر کی شعر سعدی مین جیسا کہ آگی بیان کرونگا انشاء اللہ العزیز قید کے
معنی لغت مین بند کے ہین چونکہ تغیر اس حرف کا روا نہین اور تکرار کی رعایت لازم ہے
گویا ایک بند ہے حرف قید پر اور یہ بہی ہے کہ حرف قید درمیان دو حرفون کی قید ہتا ہے
لہذا بنام قید نامور کیا تیسری تاسیس اوس الف ساکن کو کہتے ہین کہ اوسکے
اور روی کے درمیان مین ایک حرف متحرک کا واسطہ ہو جیسے شامل کامل و برابر
سراسر و کاکل کابل اور اوس متحرک کو دخیل کہتے ہین نظیر اوسکی حرکت شین اور
فاکی اس مطلع مین کمال اسمعیل اصفہانی اے آنکہ لاف میزنی بر دل کہ عاشق ست
طوبے لک ار زبان تو با دل موافق ست ٭ اور حرکت حرف با کی اس مطلع مین رند
چودہوین رات جو تو سے مقابل ہو جاے ٭ چاندنی میلی ہو دہلوانے کے قابل ہو جاے
جملہ شعرون مین الف تاسیس اور حرف مابعد اوسکا دخیل آخر اختلاف تاسیس کا اہل عجم کی
نزدیک ممنوع نہین بلکہ التزام اسکا از قسم صنائع ہے اور قافیہ موسسہ وہ ہے
کہ جسمین الف کی رعایت تمام ابیات مین مرعی رکہین شعراے عجم و اردو کی برخلاف
فصحاے عرب تاسیس کو واجب نہین جانتے ہین بلکہ مستحسن سمجہتے ہین معنی تاسیس کے
لغت مین بنیاد افگندن کی ہین چونکہ بنیاد و ابتدا حرف قافیہ کی اسی حرف سے ہے
کیونکہ حرف ماقبل اسکا داخل قافیہ مین نہین لہذا بنام تاسیس موسوم ہوا چوتہے
دخیل اوس حرف متحرک کو کہتے ہین کہ جو تاسیس اور روی کے درمیان مین واقع ہو
جیسا کہ شین معجمہ اور فا شعر فارسی اور با موحدہ شعر اردو متذکرہ نظیر حرف
تاسیس مین جمہور شعرا کے نزدیک رعایت تکرار کی اسمین واجب نہین ہے وجہ تسمیہ
اسکی یہ ہے کہ دخیل کے معنی لغت مین بمعنی درآیندہ کے ہین چونکہ یہ حرف

(لفظ عاشق ۱۲ — غافل ۱۲ — لفظ مقابل اور قابل کا ۱۲ — بلد)

معنی قید در لغت و اصطلاح

تاسیس

دخیل

درمیان تاسیس و روی کی داخل ہوا ہے بدین جہت اس اسم سے موسوم کیا اور
یعنے کہ تکرار تاسیس کو قوافی مین مثل روی کے لازم جانتے ہین دخیل کو حائل
کہتے ہین اس سبب سے کہ حائل ہے دو حرف واجب الاتیان والتکرار کے درمیان مین
اب تشریح ان چار حرفون کی جو مابعد روی کی آتے ہین کیجاتی ہے پہلے حرف وصل
اسکو کہتے ہین کہ جسکو روی سے ملحق کرین اور روی بسبب اسکے متحرک ہو جائے جیسا کہ میم
متعم فارسی اور یائے تحتانی شعر اردو مین لاحد من ہ بوسے تو ہوا خواہ نسیم سحر ہم ہے
نہ بوسے تو خبر دارد مین سحر ہم ہ میرے چرخ کو کب تھا سلیقہ یہ ستمگاری مین ہ کوئی محبوب
اس یہ نہ زنگاری مین نواب آصف الدولہ اے پری نام خدا تیری سجاوٹ خاصی ہ
گفتگو سحر غضب خوب لگاوٹ خاصی ہ اور حرف وصل کا عام ہے یعنے خواہ مشہور الترکیب ہو
جیسے میم دارم وکارم کا خواہ غیر مشہور الترکیب جیسے ہای ہوز لالہ اور پیالہ کا اور فارسی مین ہ حرف
وصل کے بنظر اکثریت استعمال کے مستعمل ہین جنکو کسی شاعر نے اس قطعہ مین جمع کیا ہے رباعی ده بود وصل
فارسی گہرا ہ الف و دال و کاف و ہا و یا ہ حرف جمع و اضافت و مصدر ہ حرف تصغیر و
رابطست مگر ہ عند المحققین انحصار ان حرفون پر نہین ہے کیونکہ عند التفحص بہت سے
پائی جاتی ہین چنانچہ مفصل تحریر ہوتے ہین الف جون توانا و بینا و نگارا و یارا با موحدہ
جیسے دریاب وشتاب تا فوقانی جیسے گفت و بافت جیم عربی جیسے و بیاج
جیم فارسی جون پنج دال مہملہ جون کند و زند را مہملہ جون انگشتر شین معجمہ
جیسے خورش و گردش غین معجمہ جیسے گیاغ و چراغ مزید علیہ گیا چراغ یعنے چیدان
کاف تصغیر جون پسرک و دخترک کاف فارسی جیسے بندگی شرمندگی میم جیسے گفتم
و شنفتم نون جیسے رنجن و رمین واو تصغیر جیسے پسرو واو زائدہ جیسے تومند

بحث حرف وصل

ور برومند ہائی مختفی سوای کہ وسہ وچہ ونہ کی جیسے لالہ نالہ وخریدہ وکردہ ہمزہ بدل
از ہائی مختفی جیسے خانۂ ما وکاشانۂ ما یای تحتانی جیسے مستی لیستی ایرانی تورانی اور
سوا اُنکے حروف ند وانہ وید واید واہم وایم چنانچہ کردند ونمودند وکردہ اند ونمودہ اند و
کردید ونمودید وکردہ اید ونمودہ اید وکردم ونمودم وکردہ ام ونمودہ ام ونمودیم کردیم
وکردہ ایم ونمودہ ایم الن حرف جمع جیون محبوبان وخوبان الف علامت
جیون روان ودوان اور ہا جیسے کالہا وعالمہا ستان فاعلیہ
گلستان وسنبلستان تر جیون کہتر ومہتر ار جیسے گفتار ورفتار ست جیون جانست
وخوالنست گان جیسے رایگان وشایگان دان جیسے قلمدان ودرمدان ندہ
جیون گویندہ وجویندہ وار جیسے مردموار وگندموار چہ جیسے سراچہ وقباچہ وش
جیسے حوروش اور نوروش ور جیسے گنجور ورنجور وہنرور مند جیسے تومند وبرومند
گر جیسے زرگر وآہنگر گار جیسے رستگار ودستگار محقق طوسی نے کہا ہے کہ تحقیق
اسمقام پر یہ ہے کہ جو حرف ساکن قائم مقام ایسے حرف کا ہو کہ جو روی مطلق سے بلجاو
نا کہ کلمہ اوس سے تمام ہو وہ بھی قبیل حرف وصل کے ہے دوسری خروج بضمتین اور
حرف کو کہتے ہین جو حرف وصل سے بلجا جیسے شین گفتمش وسفتمش جامے ما ہیچ کسان کو سے
یاریم ؛ ما سوختگان خامکاریم ؛ با کشتۂ آن ولعل یاریم ؛ تا دست ز خوبیان نداریم ؛
یا حرف وصل میم حرف خروج ہو دا ہیلین تین جبنی ساتہہ جب اونکی مولیان ؛ اب
اوس بغیر کہتی ہین بیرنگ ہولیان ؛ ولہ عاشق کی بہی ہئے کہتی کیا خوب طرح رائی
دو چار گہڑی رونا دو چار گہڑی باتین ؛ یای تحتانی وصل نون خروج مولانا یوسف
عروضی نے ذکر خروج کا نہین کیا لہذا محقق طوسی نے باتباع اسکے فرمایا ہے کہ درست یہ ہے

[illegible]

کہ خروج فارسی مین نہین ہے کیونکہ حرف وصل کا متحرک نہین ہوتا مولانا صہبائی فرماتے ہین
کہ مولانا یوسف عروضی نے حروف خروج کو بھی حرف وصل مین شمار کیا ہے جسطرح کہ
جمہور متاخرین حرف بعد از نائرہ کو نائرہ کہتے ہین تیسری مزید اوس حرف کو کہتے ہین
جو خروج سے ملجاوے جیسا کہ تاے فوقانی دیدہ ہست و شنیدہ ہست کا اور الف گلستان
و بوستان کا اور شین معجمہ اس شعر مین شعر علی عینیہ عین اللہ چشمان سیاہ مستش چہ
مژگان سنان آسا سپہ مرد افگن نگاہ مستش ٭ سودا بلبل چمن مین کسکی یہ ہین
بد شرابیان ٭ نوٹی پڑی ہین غنچون کی ساری گلابیان ٭ میر تقی بتوار غرق خون مین
انکھین گلابیان ہین ٭ دیکھین تو تیری کب تک یہ بیحجابیان ہین ٭ یاے تحتانی وصل الف خروج
نون مزید چوتھی نائرہ اوس حرف کو کہتے ہین کہ جو مزید سے ملحق ہو جاوے خواہ وہ ایک
حرف ہو یا زیادہ ایک سے جیسا کہ شین منقوطہ اس شعر مین لاحد دل کہ بدست تو سپردم ستمش
نائرہ اسے جان کہ نبرد ستمش ٭ نائرہ بر نائرہ وہ ہے جو زیادہ ایک حرف سے ہو
استادی آمنہ کہ بچشم مہر بدید ستمیش ٭ وز جملہ نیکوان گزیدہ ستیمیش ٭ سین مہملہ وصل تاء فوقانی
خروج یاء تحتانی مزید میم نائرہ شین معجمہ نائرہ بر نائرہ حسینی یاد آتی ہین جو زلفون کی
اوران گلستان و بوستان کا نائرہ ہے
تیری اوبجھاوٹین ٭ بھول جاتا ہے دل صد چاک سب سلجھاوٹین ٭ واضح ہو کہ
نائرہ بر نائرہ یا جو کچھ بعد نائرہ کے آوے وہ حکم ردیف مین ہے اختلاف انکا
قافیہ مین جائز نہین نائرہ بمعنے رمندہ مشتق ہے نوار اور یہی نار بمعنی آتش سے وجہ
تسمیہ یہ ہے کہ شعلہ مضطرب اور بھاگنے والا ہوتا ہے لہذا یہ حرف بھی حروف
قافیہ سے کنارہ پر جا پڑا گویا سبب رم کرتا ہے کما قال ابو سلم نشاری والشمس اخفی المحمر والقیسی
کلام چہارم در اسماء حرکات قوافی و معانی و وجوہ تسمیہ آنہا ٭

از انجاکہ ارکان اس علم عالی اساس سے رکن اعظم اور قدم نجم نہے واقف ہونا حرکات قوافی سے
لہذا خامہ بدائع نگار آمادہ نفاذ ایضاح ہے مخفی نرہے کہ حرکات قافیہ کے چھ ہین جیسا کہ کسی شاعر
اسکو ایک شعر مین جمع کیا ہے شعر رس و اشباع و حذو و توجیہہ است ؛ باز مجری و نفاد از روی است
نفاذ وہ رس کے معنی لغت مین بتشدید سین مہملہ ابتدا کی ہین اور اصطلاح قوافی مین
حرکت ماقبل تاسیس کو کہتی ہین اور سوای فتحہ کے اور حرکات کا ہونا ممتنع الامکان ہے جیسا کہ حاطی
حاصل اور حافظ کا از انجاکہ حرکات قافیہ مین یہ حرکت ابتدائی ہے لہذا اہل اصطلاح نے
نام اسکا رس رکھا اشباع بالفتح کے معنی لغت مین دراز کردن کے ہین اور اصطلاح مین دراز
کرنا حرکت کا ہے اسطرح پر کہ ضمہ کی درازی سے واو اور فتحہ کی درازی سے الف اور کسرہ کی
درازی سے یای تحتانی پیدا ہو اور عرف عروضیون مین حرکت مابعد تاسیس یعنے حرکت دخیل کو
کہتے ہین اور یہ اکثر بکسرہ ہوتا ہے جیسے کسرہ شین کا عاشق مین اور فتح بھی ہوتا ہے نظیر
قاریابی بگذشت ماہ روزہ بخیر و سایر کی ؛ پر کن قدح ز بادۂ گلرنگ را وکی ؛ اما نشت الیان
بہولونکی باروں کی سراسر رکھین ؛ نشتیان شیشہ و ساغر کے برابر رکھین ؛ اور بالضم بھی آتا ہے
جامی ای کشتہ مرا نرگس شوخت بہ تغافل ؛ زلف تو گرفت ست ز دو رسم تطاول ؛ مبارک
بریلوی ابتک نہ شک مسیحا کو تغافل ہی رہا ؛ مر گئے ہم مگر آنے مین تساہل ہی رہا ؛ اور اختلاف
اسکا جب روی ساکن ہو جائز نہین حذو بجای حطی مفتوحہ ذال معجمہ مع الواو کے معنی لغت میں
بمعنے برابر کردن دو چیز باہم کی ہین اور کلام عروضیون مین حرکت ماقبل ردف اور قید سے مراد ہے
جیسا کہ فتحہ کار اور بار اور سست و دست اور لخت سخت کا نظیر حذو مردف غالب دیوانگی سے
دوش پہ زنار بھی نہین ؛ یعنے ہماری جیب مین یکتار بھی نہین ؛ ذکر میرا بہ بدی بھی اسے
منظور نہین ؛ غیر کی بات بگڑ جاے تو کچھہ دور نہین ؛ اور نظیر حذو تقیید کی یہ ہے غالب

ہم سے کھل جاوے بوقت مے پرستی ایکدن ٭ ورنہ ہم چھیڑینگے رکھکر عذر مستی ایکدن ٭
تشریح جسوقتکہ قافیہ شامل بحرف ردف موصولہ اور قید موصولہ کے ہو اختلاف حذو کا
جائز ہے کمال اسمعیل گر سوز دلم یک نفس آہستہ شود ٭ از دود دلم ۲ ا نفس بستہ شود ٭ ذریہ
ازان آب ہمیگر دانم ٭ تا ہر چہ منقش ست آن شستہ شود ٭ مبارک سوز نگینی جو ہے بستہ دہن ہوگا ٭
ہر زخم نمک سودہ ہی خستہ بدن کا ٭ تشریح اختلاف ردف کا روی متحرک کے ساتھہ جائز ہے
بحث توجیہ
ساکن کے ساتھہ جائز نہین ہے توجیہ بروزن تشبیہ لغت مین کسی چیز کی طرف موہنہ پہیرنیکو
کہتے ہین اور اصطلاح عروض مین حرکت ماقبل روی کو کہتے ہین جیساکہ حرکت سین اور
دال کی سر اور در مین غالب یہ ہم جو ہجر مین دیوار و در کو دیکھتے ہین ٭ کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو
دیکھتے ہین ٭ چونکہ یہ حرکت روی ساکن کی موہنہ کو طرف ماقبل کے پہیر دیتی ہے اور تلفظ مین
تابع اپنے ماقبل کے رہتی ہے لہذا توجیہ اسکا نام رکھا اور اختلاف اسکا ہرگز جائز نہین ہے
مگر جسوقت کہ روی متحرک ہو لب بب حرف وصل کے جیساکہ انوری نے اس قصیدہ مین
جسکا مطلع یہ ہے انوری ای مسلمانان فغان از دور چرخ چنبری ٭ وز نفاق تیر و قصد
ماہ و سیر مشتری ٭ مین سامری اور عنصری کو قافیہ کیا ہے مبارک وہ چشم جادو بہری ہے
کافر کہ ہوش اوڑ جاوے سامری کا ٭ فصاحت ایسی ہے گفتگو مین کہ جس سے دم بند عنصری کا ٭
بحث مجری
مجری بفتح میم و الف مقصورہ لغت مین بمعنی جاری روان شدن کی ہین اور اصطلاح قوافی مین
حرکت حرف روی کو کہتے جب کہ وصل سے بجاوے جیسے کہ حرکت نون کی زبانی و جہانی اور
حرکت تاء فرشت کی مے پرستی و مستی مین حرکت واو کی کساوٹ و لگاوٹ مین اور یائے حذف کی
شرابش و کبابش یا بحالت اضافت و صفت جیسے جان من جان ناتوان وجہ تسمیہ
اسکی یہ ہے کہ یہ حرکت مشابہ مجرا کی ہے اس جہت سے کہ تا وقتیکہ آواز اسپر نہین گذرتی ہے

حرف وصل تک نہین پہنچی ہے پس اسکا تشبیہاً مجرا نام رکہا اور اختلاف اسکا ہرگز
جائز نہین ہے جیسے اس شعر مین واقع ہوا حافظ شیرازی صلاح کار کجا و من خراب کجا ببین
تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا ؛ کما قال الجامی نفاذ بفتح نون و ذال معجمہ در آخر اصطلاح نیز
اوس حرکت وصل کو کہتے ہین جو خروج سے ملا ہو جیسا کہ حرکت یاے تحتانی کی اس شعر مین لا احد
تا چند سنگ لاخہ غم افگنیم ؛ ور سنگ ستم شیشہ دل اشکنیم ؛ اور اردو مین جائز ہے حسینی
کہل گئین سب حقیقتین کرتے ہو کیا بناوٹین ؛ اندنون ہی سبب نہین آپ کی یہ رکاوٹین سر ور
ہاے مندرجہ حرف وصل یاے حلی خروج نون مزید ۱۲
غیر ان کی ساتھہ مکو ہاے ہمکناریان ہین ؛ یون درد پہلو و دل اور بیقراریان ہین ؛ فارسی مین
لازم نہین کہ حرف وصل کا متحرک ہو جسقدر ساکن ہو بہتر ہے شعر ما عاشق زرد نیکوانیم ؛ دیوانہ
مشکل ہنر خوانیم ؛ حرکت خروج اور مزید اور نائرہ کو بہی نفاذ کہتے ہین جیسا کہ میم اور شین
معجمہ کی حرکت گفتمش و سپردستمش اور بہی اس شعر مین شعر تا کے بجوان دیدہ و دل
پرور پریشان ؛ از نرہ بہ ان رہ زند و نبرد آور پریشان ؛ اردو مین یہ حرکت مستعمل نہین اور
نہ سننی گئی ہے لکہی ہی جاتی اگر جہ اصطلاح یہ ہے کہ حرکت کاف فارسی کی لاویگا مین شمس قیس نے
لکہا ہے کہ نفاذ بذال معجمہ بمعنی گذشتن تیر از نشانہ و روان شدن کار و فرمان کے ہین یا بدال
مہملہ بمعنی تمام شدن و فنا شدن چونکہ اس حرکت کو تامیت اور فنا مین دخل ہے اور بعد اوسکے
کوئی حرکت نہین لہذا اس نام سی موسوم ہوا اور شرح خزرجیہ مین علام نقشبندی لکہا ہے وجہ التسمیۃ بالنفاذ
بالمعجمۃ ان تلک الحرکۃ سبب نفاذ حکم الخروج والنفاد بالمہملۃ من نفد کسمع نفادا و نفدا اتنی و ذہب فہذہ الحرکۃ
نفاد الوصل بالخروج تفسیر کتاب المعجم مین شمس قیس نے ردیف کے بیان مین لکہا ہے
مصرع و ہمانا و لت سپہر افراختہ ؛ حرف تاء فوقانی روی ہا ہوز وصل خا معجمہ ردف زائد الف ردف
اصلی حرکت ما قبل الف حذو حرکت تا ے فوقانی مجری حرکت خای معجمہ اگرچہ تقطیع مین بحرف متحرک

محسوس ہی مگر یہ حرکت قابل اعتبار نہین ہے اور نہ اسکا کچھ نام ہے جاننا چاہیے
کہ سوای حرکت ما قبل ردف کے کہ اختلاف اوسکا ممتنع الوقوع ہے اختلاف اور حرکات کا ایک
شعر مین ممنوع ہے مگر جسوقت کہ حرف وصل کا روی سے ملحق ہوکر روی متحرک ہو جاوے
جیسا کہ اس شعر مین سعدی کے جو خواہد کہ ویران کند عالمی ٭ کہ ملک در پنجۂ ظالمی ٭ مجبور
پنجہ کو بستم اپنی کافری کی ٭ سوگند بت پنجہ ستمگری کی ٭ اور ایسا مثنوی و قصاید مین اکثر ہوتا ہے
اور غزل مین کم اور یہ بھی بسبب عدم میسر ہونے لفظ موافق کے توجیہ مثل
مانند آبلہ و سلسلہ کہ قافیہ اوسکا زلزلہ ہی اور الیسی ولم اور کلم کا قافیہ ملیم کے ساتھ کرنا درست ہے

کلام مختصر در القاب قوافی و معانی و وجوہ التسمیہ آنہا ٭

اسمند ایک غور مفحص علم قوافی اور بستانان دقائق اس فن کافی کے واسطے غواصان
بحور علم و آگہی اور اصلاح مسالک انشا پردی کا بحر [illegible] مین متواتر غوطہ زنی اور سیاحی
کرکے درر غرر مطالب کو اصلاح تصنیف الصبیان مین لاتی ہین علی الخصوص مولانا عبد الرحمن
جامی اور علامہ محمد ابن قیس صاحب کتاب المعجم با ختلاف بعض الفاظ فرماتی ہین کہ
اوس قافیہ کو جسکی تقطیع آخر مین دو ساکن پے در پے آوین جیسے دار خار وزر دگرد و
تیر شیر مترادف کہتے ہین غالب نالہ جز حسن طلب ای ستم ایجاد نہین ہے تقاضای
جفا شکوۂ بیداد نہین ٭ مترادف کے معنی لغت مین پیاپی شدن و از پی در آمدن آنکے ہین
اور مترادف کے معنی دو کس یکدیگر سوار شوندہ اور بمعنی پے در پے کے ہین پس وجہ تسمیہ
اسکی ظاہر ہے متواتر اوس قافیہ کو کہتے ہین کہ جسکے آخر مین ایک حرف ساکن ہو
اور ما قبل اوس ساکن کے ایک حرف متحرک اور قبل اوسکے بھی ساکن یا ساکن جسکے بیچ مین
دو ساکن کے ایک متحرک واقع ہو جیسا کہ داری یاری گوہر خنجر و مردی و سردی و گرمی

نزمی غالب رہا گر کوئی تا قیامت سلامت ؛ پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت ؛
تواتر کے معنی لغت مین پے در پے ہونا اسطرح سے کہ کچھ فتور و توقف جو کہ درمیان مین واقع ہو
چونکہ اس قافیہ مین بھی بسبب توسط ایک متحرک کی فتور تتابع سواکن مین واقع ہوتا ہے
لہذا اس نام سے موسوم کیا متدارک لقب اوس قافیہ کا ہے کہ جسمین بعد ساکن کے

قافیہ متدارک

دو حرف متحرک ہون یعنے مابین دو ساکن کے دو متحرک ہون جیسا کہ یار من و کار من حسین
(یہ وتد مفروق ہے ۱۲ منظور)
کرون پہلے توحید یزدان رقم ؛ جھکا جسکے سجدہ مین لوح و قلم ؛ تدارک کے معنی لغت مین
بایکدگر رسیدن و دریافتن چیزی چونکہ اس قافیہ مین دو متحرک نے ایکدیگر کو پایا ہے
لہذا موسوم بمتدارک ہوا متراکب مراد اوس سے ہے کہ جس قافیہ کے تین متحرک دو ساکن مین

قافیہ متراکب

(یہ فاصلہ صغری ہے ۱۲ منظور)
واقع ہون جیسا کہ ورمی سم و لوی الم و مشک ختن و غنچہ دہن غالب تیغ ابروئی جو حد زد
کرے ؛ اوسکی آئی ہے موت کیون نہ مرے ؛ تراکب کے معنی لغت مین باہم نشستن کے
ہین از انجا کہ اسمقام مین چند متحرک پہلوے دیگر مین واقع ہوے ہین گویا باہم بیٹھے ہین لہذا
اس لقب سے ملقب ہوا متکاوس اوسکو کہتے ہین کہ چار متحرک درمیان دو ساکن کے آوین

قافیہ متکاوس

(یہ فاصلہ کبری ہے ۱۲)
اور قافیہ متکاوس کا اشعار عجم و ریختہ مین نہین آیا جیسا کہ نگذری اور نگذری جیا نجہ
اس شعر مین شعر گر یار من غم دلم نخوردی ؛ زین بیشتر کہ بجا لمن نکردی ؛ اور یہ مخصوص قافیہ
اشعار عربی کا ہے جیسے مضطربۃ اسمین ایک ضاد ساکن دوسرے تنوین کہ نون ساکن ہے
تکاوس کے معنی لغت مین برہم نشستن بانبوہی کے ہین چونکہ اس قافیہ مین حرکات کثیرہ
مجتمع ہین گویا ایک دوسری پر بیٹھے ہین لہذا اس نام سے موسوم ہوا یہ شعر جامع ان القاب
قوافی کا ہے شعر مترادف متراکب متواتر میخوان ؛ متدارک متکاوس لقب قافیہ دان ؛
مولانا جامی فرماتے ہین کہ جو حرف روی کہ ساکن ہو اور حرف وصل جسکے ساتھ ملے

اوسکو روی مقید کہتے ہین اگر حرف وصل اوس سے ملا دی تو اوسکو روی مطلق کہین گے
روی مقید اگر حرف قافیہ سے اور حرف نہ رکھتا ہو تو اوسکو مقید مجرد کہتے ہین
جیسے سرور دلبر اگر روی حرف قافیہ کا رکھتا ہو تو ساتھ اوسکے اوسی حرف کے اوسکو نسبت کرینگے
کہ جو حرف رکھتا ہو مثلاً مقید بحرف تاسیس یا مقید بحرف ردف یا مقید بحرف قید کہین گے
اور روی مطلق اگر حروف قافیہ سے سواے حرف وصل کے اور کوئی حرف نہ رکھتا ہو جیسے
سروری دلبری تو اوسکو مطلق مجرد کہین گے اور اگر حروف اور حرف قافیہ سے رکھے
تو اوس حرف سے اوسکو نسبت کرینگے کہ جس سے وہ منسوب ہو جیسے مطلق بوصل یا مطلق بخروج
یا مطلق بقید یا مطلق بردف یا مطلق بخروج یا مطلق بمزید یا مطلق بنائرہ تشریح القاب قوافی
باتفاق مذہب جمہور بیس ہین منجملہ ان چار کی بابت روی مقید باین تفصیل مقید مجرد
جیسے در و برکمام مقید بردف مفرد جیسے کار و بار مقید بردف مرکب جیسے ساخت
و باخت مقید بحرف قید جیسے درد و زرد اور سولہ بابت روی مطلق باین تشریح مطلق مجرد
جیسے تنم و منم مطلق بخروج جیسے بریم و خوریم مطلق بخروج و مزید جیسے برمش و خورمش مطلق
بخروج و مزید و نائرہ جیسے برمشان و خورمشیان مطلق بردف مفرد جیسے شمارم و سپارم
مطلق بردف و خروج جیسے یاریم و زاریم مطلق بردف مفرد و خروج و مزید جیسے داریمش
وکارمش مطلق بردف مجرد و خروج و مزید و نائرہ جیسے کارمشان و دارمشان مطلق بردف
مرکب جیسے برداختم و انداختم مطلق بردف مرکب و خروج جیسے داشتیم و کاشتیم مطلق بردف
مرکب و خروج و مزید و نائرہ جیسے داشتیمشان و کاشتیمشان مطلق بردف قید جیسے
وردم و زردم مطلق بحرف قید و خروج جیسے بردیم و خوردیم مطلق بحرف قید و
خروج و مزید جیسے بردمش و خوردمش مطلق بحرف قید و خروج و مزید و نائرہ جیسے

بر دو میشان خور دیشان اور حسب قول بعض کہ جو مبنی عدم اشتراط حرف وصل پر ہے

اونتیس القاب ہین من اراد الاطلاع علیہ فلیرجع الی الوافی بشرح الکافی

کلام ششم در عیوب قوافی و معانی و وجوہ تسمیہ آنہا

واضح ولائح ہو کہ عیوب قافیہ کے متعدد ہین پہلے اقوا بکسر اول و تخفیف ہمزہ اختلاف حذو اور توجیہ یعنے حرکت ماقبل روی اور حرکت قید کو کہتے ہین جیسے دور بالضم کو دور بالفتح یا جُست اور گُل اور کہلنا بالضم کو جَست بالفتح و گل اور کہلنا بالکسرہ کو ایک شعر مین جمع کرین سودا الکہہ یا مجنون کو شیر [یعنے کشودن ۱۲] تر بہ کہدیا مستقی ہے جا فصد [یعنے شگفتن ۱۲] ز پیمانہ ساقی چمن مین چہوڑ کی مجہکو کدہر چلا ؛ پیمانہ میری عمر کا ظالم تو بہر چلا ؛ عالم تو مر رہا ہے ہر اک آن پر تری ؛ تیغ و سپر تو ڈلے یہ کس پر چلا سودا ترے کوچہ سے جو ہین آپ کو چلتے دیکہا ؛ جی کسی تن سے نہ اسطرح سے نکلتے دیکہا ؛ تیغ تیری کا سدا شکر ادا کرتی ہین لبون کو زخم کی دن رات مین ہلتے دیکہا ؛ اور اختلاف اشباع کا بہی داخل اقوا ہے محمد ابن قیس نے لکہا ہے کہ اس شعر میں اقوا ہے شعر ہر وزیر و مفتی و شاعر کہ او طوسی بود ؛ چون نظام الملک و غزالی و فردوسی بود ؛ اقوا کے معنی لغت مین تمام شدن زاد و سفر کے ہین چونکہ یہ عیب بہ سبب اسکی ہوجانے کے زاد و توشہ شاعر کا کہ قافیہ صحیح ہے تمام ہو گیا لہذا اس عیب کو باین اسم مسمی کیا دوسرے اکفا بکسر اول و تخفیف ہمزہ مختلف ہونا حرف روی و قید کا ہے اور اس حرف سے جو قریب المخرج ہے جیسے اغماد و احتیاط صباح و سپاہ بحر و شہر اور اسی قسم سے ہی جمع کرنا حرف عربی اور عجمی یا ہندی کا ایک شعر مین جیسے سک کو شک کے ساتہہ اور سخاوت کو سجاوٹ کی ساتہہ قافیہ کرین اور یہ نہایت ناپسندیدہ ہے سعدی کسان را درم داد و لشکر لطیفہ دمیدہ ؛ طبیعت اخلاق نیکو نہ کسب ؛ شعر خیال روی آشنای آن

میا کہ شب کردم ؛ زگرمی آن قدہا گرم جوشیدم کہ تپ کردم ؛ نظامی چو بر دریا زند
تیغ یلالک ؛ بماہی گاو گوید کیف حالک ؛ اس شعر مین دو عیب ہین ایک اقوا دوسرے
اکفا کیونکہ لام یلالک کا کہ را مہملہ سے بدلا گیا ہے مفتوح بخلاف لام حالک کی کہ مضموم ہے
اور یہ اقوا مین داخل ہے کاف یلالک کا فارسی اور حالک کا عربی یہ اکفا ہے سودا
ساق سیمین کو ترے دیکھ کے گوری گوری ؛ شمع مجلس مین سلائی جاتی ہی تھوڑی تھوڑی
دلکو زبس تصور جانانسے ربط ہے ؛ تصویر یار آئینہ دلپہ ثبت ہے ؛ آتش دلہے المنونکا مرقع نکہہ
وہ بحر ہین جسکے آگے سات سمندر بھی ایک لہر ؛ مگر بحالت قرب مخرج بعض اساتذہ نے اس اختلاف کو
جائز کہا ہے مگر میرے نزدیک غیر جائز محقق طوسی کے نزدیک اختلاف حرف روی کا بلا اعتبار
قرب مخرج کے اکفا ہے اکفا کے معنی لغت مین کم کرنا برتن کا تاکہ جو کچھ اوسمین ہو گر جاوے اور خم کرنا
کمان کا اور اختلاف حرف روی کا ایک شعر مین کذا فی الصراح والمنتخب والشمس سناد بکسر سین مہملہ
و فتح نون و در آخر دال مہملہ اختلاف ردف کا ہے جیسے زبان و زمین کو ایک قافیہ مین جمع کرین شعرائے
عجم و ریختہ کی نزدیک جائز نہین اور عیب فحش ہے برخلاف شعرائے عرب کی کہ اختلاف ردف کا واو و یا مین
جائز جانتے ہین جیسے عمود و عمید اور یہ اشعار عرب مین بہت آیا ہے سناد کی معنی لغت مین
مخالف کی ہین چونکہ اس قافیہ مین ایک قافیہ مخالف قافیہ ثانی کا ہوتا ہے لہذا اس نام سے
موسوم کیا ایطا کی معنی ہے لغت مین بکسر اول و سکون تحتانی و فتح طا مکرر لانا قافیہ کا ہے ایک شعر مین
اور پائمال کرنا کسیکو کذا فی الصراح والشمس اور اصطلاح قوافی مین اعادہ کرنا اور مکرر لانا
قافیہ کا ہے لفظاً و معناً پس قافیہ کا مکرر لانا گویا اوسکا پائمال کرنا ہے اور یہ دو طرح ہے
یعنی جسکا تکرار لفظاً منظور
ایطائے جلی و ایطائے خفی ایطائے جلی وہ ہے کہ تکرار جسکی ظاہر ہو جیسے نیکوتر و بہتر
اور ستمگر اور فسونگر کو ایک شعر مین جمع کرین اور اسیطرح سے نون نسبت کا

جیسے گفتن و شنیدن ؛ اور الف و نون جمع کا جیسے یاران و دوستان اور
ہا و ہو زبی جیسے لالہ ہا و غنچہ ہا اور الف و نون صفت کا جیسے خندان
و گریان اور یا ے تنکیر جیسے مردے و زنے اور دال مضارع کا
جیسے دہد و بود اور نون تخصیص جیسے سیمین و زرین اور حرف مند
جیسے دردمند و سعادتمند اور بعض الفاظ عربیہ مین جیسے مومنات و مسلمات و دولت
داست اور ہندی مین نون و الف مصدری جیسے کہنا سننا اور واو و نون
جمع کا جیسے یارون و دوستون اور علامت مضارع ہندی جیسے دیوے و ہووے
اور چلو رہو اور سوتا ہے روتا ہے اور علامت فاعل کی جیسے جانی والا ہونیوالا
اور بکری مرغی ہاتی گہوڑے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب حرف زوائد یا علامت کسی کلمہ کے
آخر سے دور کردیا جاوے تو قافیہ درست رہے مثلاً گفت و شنید و یار و دوست
و درد و سعادت کہ اسکا قافیہ درست نہین ہے میر شیر علی افسوس نے رسکے سپارہ دگر
کہول آے گے عندلیبون کے ؛ چمن مین پہول گویا آج ہین تیرے شہیدون کے ؛ یہ عیب
اگرچہ کلام اساتذۂ متقدمین مین واقع ہو مگر احتراز لازم ہے محمد کمال اسمعیل اصفہانی اوستاد
وقت کی ان شعرون مین کسطرح یہ عیب ایطا کا واقع ہوا ہے کمال اسمعیل مقتبس از
شعلۂ رایت شعاع آفتاب مستعار از نفحۂ خلقت نسیم خوش دمش ؛ ای عجب شمشیر خنجر
ارچہ سبز از رنگ شد ؛ چون ہمہ سالہ ز خون لعل میباید خورشش ؛ باز حیرت چون نہ چیند
دشمنان زا مرغ دل ؛ ہمچو مرغ نیم بسمل جان افتد در تنش ؛ کرد در دل خوش لطاول ہا
ز رنجت خصم لنگ ؛ گہ گہش سخت آمداز گرز گرانش سرزنش ؛ سایۂ حق ہست یارب سایہ اش
پاینده دار ؛ زانکہ فرض ہست از میان جان دعای دولتش ؛ تشریح جو کچہ آخر ابیات مین بمعنے

صرف بجا مگر واقع ہووے خواہ ایک حرف ہو خواہ زیادہ قبیل ایطاے جلی سے ہی اگر بطریق تجنیس واقع ہو حسن کلام سے ہی جیسے لفظ بہول کا اس قطعہ مین شاہزادہ میرزا سلیمان شکوہ خلف الصدق شاہ عالم بہادر اشعار کا یان سیکڑون ہر باب مین آ دینے لگے ٭ دیکھیو جہڑتے ہین کیا منہ سے مرے یار کے بہول ٭ کسطرح لون مین بلائین کرون کیونکر تعظیم ٭ دست دیا اپنے بہ گئے دیکہتی ہی یار کے بہول ٭ رنگین ہو انگلی ہی جراحت زخم سینہ کے ہے ٭ بس اتہہ ہاتہہ او تہا ظالم اسکے سینہ ہی ٭ عبرت وہ رنگین اور سبک ہی کے چہلے ٭ ہر اک چہلا دل عاشق کو چہل ہے ٭ آباد اشک برسانی مین شرط آنکہون نے باہم بدلی ٭ صاف روانی مین نیچ دیدہ پرنم بدلی ٭ امانت آبداری سے جو جلوہ نظر آیا وہ گلا تنک ایسے ہر ہر سے گیا جسم صراحی کا گلا ٭ امانت اپنی آنکہون مین عجائب ہین درخشان نہو سکے ردیف کے بہو نچی کو نہ روی سہ تابان بہو سکے نہین چاہیے کہ بنیاد عبارت قافیہ کی او سپر رکہین جیسا اوپر ذکر ہو چکا اور اگر ضرورت ہو تو قصیدہ مین زیادہ دو تین بار سے نہین چاہیے مگر بعد چودہ شعرون کے لانا جائز ہے اور ایسے قافیہ کو قافیہ شائیگان کہتے ہین شائیگان کے معنی لغت مین بیگار کے ہین کہ کوئی کام بمزدوری بحکم حاکم کرے از انجا کہ کام بیگار کا ناقص اور خراب ہوتا ہے اسیطرح یہ اس قسم کا قافیہ بہی بسبب بے اہتمامی و نقص خرابی بیگار سے مشابہ ہے لہذا نام اسکا شائیگان کہا محمد ابن قیس کا قول ہے کہ جس قافیہ مین روی اصلی نہو وہ شائیگان ہے جیسے مرا و فنا اور حرف زائد و سوقت شائیگان ہے کہ جب قوافی مقیدہ مین واقع ہو نہ قوافی موصول مین شعر من خاک جنان بادم کو زلف تو جنباند ٭ در چشم از آب کا ذام ترا ماند ٭ انوری ٭ در وصال تو تجنم بکام دل برساند ٭ در فراق تو مرہم زخم شستہ بر باند ٭ ہمیشہ تا کہ تا بیر جیمہ خ و گریہ ابر ٭ دہان

ناقص شائیگان

غنچہ گل را صبا خندانند؛ محقق طوسی نے لکھا ہے کہ جب قافیہ مرکب ہے ایک جزو مکرر ہو اور
سب مواضع مین تکرار بیک معنی آوے اوسکو شایگان کہین گے جیسے الف و نون جمع
اور فاعلیت کا اور یائے تنکیر اور مصدری وغیرہ ایطای خفی وہ ہے کہ جسکی تکرار ظاہر
نہو جیسے دانا و بینا اور آب و گلاب اور یہ جائز ہے شعر ای گل رخسار تو بردہ ز روی گل آب
صحبت گلزار ہا کردہ بوئے گلاب؛ امانت وے گل ہی یہ نہین تر زدہ رخسار مین آئینہ کیسا خجل
اوس سے تو رخسار ہین ہو مسکین جسر آبادی مظہر حق ہے وہ ہر آئینہ؛ جلوہ گر اوس سے ہے ہر آئینہ؛ متقدمین نے
غزل اور قطعہ مین بعد سات شعرون کے اور قصیدہ مین چودہ شعرون کے بعد اور متاخرین نے بیس تیس شعرون کے بعد جائز و عیب
رکہا ہے تتمہ بیان ایطا کا کلام ختم مین بہی حسب تقاضائے اوس مقام سے کچہہ ہمت تحریر یادگار اختلاف
حرف قید کا بہی عیوب سے ہے جس طرح اس شعر مین صاحب گلشن راز ہمہ دانند کین کس
در ہمہ عمر نکردہ ہیچ قصد گفتن شعر؛ واضح ہو کہ اس شعر مین دو عیب واقع ہوئے ہین
ایک اختلاف حرف قید دوسرا اختلاف حرکت ماقبل قید سو دایون سنا ہے کہ خسرو
یک عصر؛ ایک درویش کی گیا تہا گہر؛ مگر کلام قدما مین کچہہ گفتگو نہین کیونکہ قباحت
ان چیزونکی بعد مرور ایک زمانہ کی باتفاق عقلا و فصحا ذہن نشین طالب فن ہوا کرتی ہے
ہان اگر درمیان دو حرف قریب المخرج کے اختلاف واقع ہو تو بقول بعض اساتذہ جائز ہے
مگر مستحسن نہین جیسے عدل نفضل بحر بحر سعدی کہ اے شاہ آفاق گستر بعدل؛
اگر من نمانم تو مانی بفضل؛ و منہ چہ مصر و چہ شام و چہ بر و چہ بحر؛ ہمہ روستانند
شیراز شہر؛ ابو الطعمہ شیرازی یک کاسہ ہریسہ در صباح؛ بہتر ز ہزار پادشاہی؛
فردوسی بنام خداوند تنزیل و وحی؛ خداوند امر و خداوند نہی؛ صہبائے علیہ الرحمہ
کا قول ہے کہ عمر و شعر کا قافیہ شعر صاحب گلشن راز مین نہایت مکروہ ناگوار نازیبا ہے

تکمیل ایطای خفی

تکمیل اختلاف حرف قید

مگر شمس فخری نے اسکی جواز و تائید مین دو شعر منوچہری کی لکھی ہین منوچہری نوروز در آمد ای منوچہری بنالالہ ہوسیر و بلبل قمری ؛ مرغان زفان گرفتہ را یکسر بنکشاد زبان رومی و عبری ؛ اور مولانا شمس قیس بضرورت شعری قائل اسکے ہوئی ہین نقل کسی شخص نے ایک شعر میر معز فطرت کی روبرو پڑہی کہ جسمین ایک لفظ غلط و بد نا موزون ہوا تہا فطرت نے وجہ اوسکی پوچہی جواب دیا بضرورت شعر فطرت نے فرمایا شعر گفتن چہ ضرور

تنبیہ — اصراف بصاد مہملہ مختلف ہونا فتحہ رویکا ساتہہ ضمہ یا کسرہ کے ہے اور مولانا رفیع الدین کے نزدیک اختلاف فتحہ کا بسکون بہی اصراف مین داخل ہے اور نورالدین احمد مطلق اختلاف حرکت روی کو اصراف کہتے ہین اجازہ بزاء معجمہ و ہم مہملہ باختلاف قول بہی عیوب قوافی سے ہی اور اصطلاح مین تبدیل ہو جانا رویکا ساتہہ حرف بعید المخرج کے ہے جسطرح یہ حاء مہملہ کو باء موحدہ کی ساتہہ لاوین بخلاف محقق طوسی کے کہ اختلاف قرب مخرج کو اجازہ کہتے ہین

اکفاء — جیسے ایک مصرع مین بجاے حرف روی طاء مہملہ اور مصرع ثانی مین دال مہملہ لاوین اور یہ اردو اور فارسی مین جائز نہین مگر بوقت بدل جانے کے جیسا کہ ملا ظہوری نے دیباچہ خوان خلیل مین ظہوری فرزند استقامتش خراد ؛ رندہ گر دست کجروی زنہاد نہاد کو بلفظ خراد کہ اصل مین بطاء مہملہ تہا قافیہ کیا ہے ظاہرا طاء خراط کو فارسیون نے بتصرفات خود تاء قرشت سے بدل کر پہر بسبب قرب مخرج کے اوسکو دال سے بدلا مگر عربی مین جائز ہے

تنبیہ — غلو داخل عیوب قافیہ سے ہے کہ وہ اختلاف حرکت اور سکون روی کا ہے دو مصرع مین (یعنے متحرک ہونا روی مقید کا ١٢) حافظ صلاح کار کجا و من خراب کجا ؛ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا ؛ (نظیر سکون حرف روی ١٢) انشا ہمارے حال پہ حق تمکو مہربان کرے ؛ نہ ہووے یون تو غضب ہے ہیان حد انکرے ؛ (نظیر حرف روی ہائے متحرک ہونیکی ١٢ — روی ساکن ١٢) غالب نہ پوچہہ مجہہ سے کہ رکہتا ہے منہ آ جگر

روی متحرک ١٢ — روی ساکن ١٢

نہین ہے مجکو خبر دل سحر لیکے تا مجکو ؛ نون مصرع ثانی لفظ نکر یگا بعد لفظ خدا کے کہ مقابل
نون روی کلمہ مہربان کی بضرورت شعری متحرک واقع ہوا ہے کہ وہ ساکن نہین ہو سکتا (روی متحرک ۱۲)
لا حد وقاتم الاعماق حاوی المخترقن ؛ مشتبہ الاعلام لماع الخفقن ؛ حرف قافیہ کو
کہ روی ساکن بنا متحرک کرکے تنوین زیادہ کی اور یہ موجب اختلال وزن کا ہے اس حرف کو
غلو اور حرف قافیہ کو غالی کہتے ہین تعدی اختلاف حرکت اور سکون حرف وصل
(یعنے متحرک کا ہونا حرف ساکن وصل کا ۱۲)
لا احد لما رایت الدہر حما حطلہو ہا ؛ ہاے ہوز وصل کی ساکن ہے کہ بسبب عادت
بعض عرب کی متحرک کرکے واو کو پیدا کیا اس واو کو حرف تعدی اور قافیہ کو متعدی
کہتے ہین تکملہ تعدی اور غلو کلام فارسی و اردو مین اقل الواقع بلکہ غیر واقع ہے بخلاف
عرب کے کہ اونکے یہان مستعمل ہے یہ عیب شعراے عرب و فرس کے نزدیک اگر مخل وزن نہو
تو چندان داخل عیب نہین ہے کما قال السکاکی تضمین عیوب قافیہ سے ہی اور یہ دو طرح پر ہے
ایک یہ کہ لفظ مفرد کی دو جزو کرین ایک جزو کو قافیہ قرار دیوین اور جزو ثانی اوس لفظ
کا ابتداے مصرع یا بیت ثانی مین لاکر مصرع کو تمام کرین جیسے اس رباعی مین جامی
ای شادی عید چون بکام دل اع ؛ دائم شدہ محبوس درین غمکدہ مع ؛ قو و رم بر
اہل دل کز آزادی محر ؛ بوس ست برسم عید ہم از تو طمع ؛ مصرع اول کا آخر اور دوم کا اول
(اعدایم ۱۲) (معذورم ۱۲) (محبوس ۱۲)
جزو سے اعدایم اور مصرع دوم و سوم سے معذورم اور مصرع سوم و چہارم سے محبوس
بر آمد ہوتا ہے فافہم دوسرے یہ کہ لفظ مخل نہو بلکہ معنی اول آخر ایک بیت کی اول بیت ثانی
سے متعلق ہو جیسے اس رباعی مین امیر خسرو دہلوی کی حسن کسی ترا نماند الا ؛ خورشید کہ ہر صبح برون
آمدتا ؛ خدمت کند و ہمای تو بوسد الا ؛ پاے تو لبسوی او کہتا بوسد یا ؛ غالب کسو
روسے نجاے دل سے غم یار اگر ؛ تو مجھکو دکہاے اپنا رخسار نگر ؛ دیکھے نہ رقیب تجھکو

بیان تعدی

بیان تضمین

رباعی

زنہار دگر نہ دیکھے ہی مگر اوسکی طرف بار نظر نہ اگرچہ یہ عیب قافیہ مین اوسوقت
داخل ہے کہ جب ضرورت مین واقع ہو مگر باتفاق شعرائے عرب کے عیب قافیہ مین ہے
گو کہ کلام عرب مین کثیر الاستعمال ہے اور فارسی اور اردو گو اسکو عیب عظیم جانتے ہین
اور اس ہرزہ جائی پر قلم کو تکلیف نہین دیتے مگر ہزلاً چنانچہ شمس قیس نے لکہا ہے کہ اشعار
فارسی مین ایسے تصرفات جائز نہین ہین مگر اوس نظم مین جو بسبیل ظرافت و ہزل کی ہو
اگرچہ بعض متاخرین اوسکو صنعت سے کہتے ہین تضمین مشتق ہے ضمان سے اور ضمان
اوسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنی ذمہ داری کو امور دین مین ساتہہ شخص دیگر کے
مستغرق و متکفل کر دیوی چونکہ اسمین بہی جزو ایک مصرع کا جزو ثانی مین متضمن ہے
لہذا اس نام سے موسوم کیا تشریح یہ تضمین علاوہ تضمین صنعت متعارفہ شاعری سے ہے
اقعاد عیوب قافیہ مین مراد ہے اختلاف غیر معتاد سے عروض ہر بحر مین جیسے
استعمال عروض محذوفہ یعنے فعولن کا بحر طویل مین اور عروض مقطوعہ یعنے
فعلاتن کا بحر کامل مین کہ حسب مذہب سکاکی صاحب مفتاح کے معتاد نہین ہی اور
حسب مذہب صاحب قصیدۂ خزرجیہ کی اختلاف مطلق معتاد و غیر معتاد کو کہتے ہین
بحر رمل مین پس نظیر معتاد کی یہ ہے کہ شاعر عروض سالم یعنے متفاعلن سے طرف
عروض حذا یعنے فعلن کے انتقال کرے تحرید بجائے مہملہ تغیر و اختلاف ہر بحر کو
کہتے ہین جیسے شاعر کا بحر طویل سے طرف بحر ثانی کے کہ جو غیر جائز ہو خروج کرنا
تحریف روی عیب قافیہ مین داخل ہے یعنے وہ ہے کہ صیغہ مستعمل سے
حرف روی کو ایسے صیغہ کی ساتہہ تبدیل کرین جو شائستگی قافیہ کی پیدا کرے جیسے بجائے خود
خواب کو واو کے ساتہہ بدل کر کاو کے ساتہہ قافیہ کرین انوری کر خبری دیو اینکہ ہست

بیان اقعاد

بیان تحریف روی

دم گاو ؛ بر سرش چندان بزن کاید بجا او ؛ عماد الدین اسفرنگی برو زین سمر فیصا
پر از زریو ؛ سر یار اکمن ای شیخ کالیو ؛ غلط کردم درین صورت که گفتم ؛ زنخدان نگار خویش را
سیو ؛ لفظ سیو کو کہ اصل مین بسبب بائے موحدہ تہا لسبب کالیو وریو کی واو کی ساتھہ
بدل کر سیو کر دیا اور ظاہر کر دیا کہ مین نے غلطی کی اس صورت مین کہ زنخدان یار کو
سیو کہا اور یہ مصرع ذو معنی ہے مشترک باظہار اختلاف حرف روی و تشبیہ الاستعمال
ان اشعار مین تصرفات اہل لسان کے ہوا ہے پس یہ سخن مانحن فیہ سے ہی کہ محض بہ بیت عام
قافیہ کے کیا گیا تغیر اختلاف قافیہ کا ایک جگہہ بزیادت ایک حرف کے ایک شعر مین
اور ساتھہ کمی کے شعر ثانی مین جیسے کار کو سر کے ساتھہ مقفے کرین یا مانند اوس
قصیدہ کی کہ قافیہ جسکا جم اور نم ہوا اور کچہہ شعر اوسمین لکہین کہ قافیہ جسکا جام و
نام کرین اور اگر ایسا کر دیوین تو عیب مین داخل نہین جیسا کہ شیخ آذری اوس قصیدہ مین
کہ مطلع اوسکا یہ ہے مطلع نماز شام کہ از گردش قضا و قدر ؛ ز بام چرخ بیفتاد خسرو خاور ؛
بعد چند ابیات کے اشارہ تغیر قافیہ کا کرتا ہے شعر بنائے قافیہ را یک الف زیادہ کنم ؛
بشرط آنکہ نگیرند خردہ اہل ہنر ؛ مطلع سوال کردم از ان نور دیدہ ابرار ؛ کہ ای بذات تو
آورد کائنات قرار ؛ تشریح اگر شاعر اپنے عیب کو ظاہر کر دیا کرے تو وہ عیب
نہین رہتا محمول بصنعت شعری ہوکر وصل بحسن کلام ہو جاتا ہے جیسے باعی مین اسفرنگی نے
اور شیخ آذری نے قصیدہ مین ظاہر کر دیا بدر الدین جاجی ای شاعر اندانی اکفا نوع
اقوا ؛ بر دفتر مصادر بذ اسم تو بذی ؛ بذی مین زائے معجمہ عربی کی تبدیل ذال معجمہ کے
ساتھہ اکفا ہے کیونکہ حرف روی اس قصیدہ کا زا معجمہ ہے جیسے بازی و نازی و سرفرازی
تشریح اختلاف روی کا ظہور و خفا مین داخل عیب ہے مثلاً ایک جگہہ ظاہر التلفظ ہو

اور دوسری جگہہ تحقیق ہو جیسے اس شعر مین سنائی نیک نادان ز اصل نیکو بہ ؛
بد دانا ز بد نیک نادان بہ ؛ تشریح اختلاف رویکا تقید اور اطلاق مین داخل عیوب
قوافی ہے کہ ایک جگہہ حرف روی کا مقید ہو اور دوسری جگہہ مطلق جیسے
اس شعر مین فیاضی ایرانی دل ہموج و دیدہ بارگی بود ؛ ہر مویہ تہم نظارگی بود ؛ کیونکہ
رای مہملہ بارگی مخفف بارگیر کی ساکن ہے برخلاف رای نظارگی کے کہ متحرک ہے علے ہذا یاد شاہ

کلام ہفتم در انواع قوافی و متعلق آنہا

یکہ تازان عرصۂ فصاحت و نیزہ افرازان میادین بلاغت شہسواران معرکہ
والا نظری مبارزان مصاف ہنروری اسطرح پر شبدیز خامہ کو تحریر بیان انواع
قوافی مین جولان دیتے ہین کہ قافیہ دو طرح پر ہے معمول اور غیر معمول غیر معمول
وہ ہے کہ بدون اسکے کہ کچھ اوسمین تصرفات کرین شایستہ اس امر کا ہو کہ محل
قافیہ مین واقع ہون جیسے قصیدہ کمال اسمعیل کے اس مطلع مین مطلع تافت بست
بخت مرا روزگار دست ؛ زانم نمیرسد بسر زلف یار دست ؛ رند لکھنوی ہین ابتو
چلین یار کی دنیا سے نرالے ؛ تو دیکھتی ہی دیکھتے کیا پاؤن نکالے ؛ آتش سزا ہے
یہی جو دے یار ہجر کا جھگڑا ؛ شب وصال مین گستاخیو نکا تہا کھٹکا ؛ معمول وہ ہے
کہ بواسطہ تصرف شایستہ محل قافیہ کے ہو اور یہ دو طرح پر ہے ترکیبی اور تحلیلی
ترکیبی وہ ہے کہ ترکیب دو لفظ سے حاصل ہو یا جزو دو لفظون سے حافظ شیرازی
چراغ روی ترا شمع گشت پروانہ ؛ مرا بجان تو از حال خویش پروا نہ ؛ لفظ پروانہ مصرع اول
لفظ واحد مستقل بخلاف مصرع ثانی کہ لفظ پروا سے مرکب ہوا ہے امانت آتش
تشنگی سے حالت مری کیا کیا ہوئی ؛ دل کی اوقات بسر صورت پروانہ ہوئی ؛

سوز پنہان کی کسی کو خبر اصلا نہوئی ؛ شمع کی طرح جلا مین تجھی پروانہ ہوئی ؛ آبادریغ ہو نجاتی ہے فرقت مین کلائی مجھکو ؛ آج کل کیا نہین شامت سی کل آئی مجھکو ؛ امانت یا وُن آخر کو مرا اور تری پشیمانی ہے ؛ جو مین کہتا ہون وُہ اکدن تری پیش آئی ہے ؛ اور اس قافیہ کو تجنیس مرکب بھی کہتے ہین تحلیل وہ ہے کہ ایک لفظ کو دو حصہ کرین ایک حصہ قافیہ مین اور ایک حصہ ردیف مین شمار کرین مثلاً لفظ ہست کو بواسطہ ترکیب کے ساتھہ لفظ پیدا اور مثل اوسکی کے لاوین تاکہ ایسی صلاحیت پیدا کرے کہ ساتھہ خاست اور راست کے ایک قافیہ مین جمع کرین جیسے اس شعر مین شعر و آئینہ رُوی تو گر بیم راست ؛ انوار تجلی الہی پیدا ست اور اسیطرح پر کمال اسمعیل اصفہانی نے لفظ کار کو اپنے قصیدہ مین کہ مطلع جسکا یہ ہے مطلع بر تافت بخت ما ز روزگار روست ؛ ز انجم لنبر سد لسبز زلف یار دست ؛ قافیہ اسوجہ سے کیا کہ حرف دال کو جانب ردیف سے اعتبار کیا جیسا کہ کہتا ہے کمال اسمعیل چشم شیر دل را قربان ہمیکند ؛ زانزوی سعد ذابح آہیخت کار دست ؛ قتیل بت من کردہ سرخ از حنا وست ؛ دل بیچارہ ام از خون فتا دست ؛ سبز و گریاب بگذاریم بر خاک ؛ اگر وصلش مرا روزی بما دست ؛ اس غزل مین حنا صفا ضیا کا قافیہ ہے اور دست ردیف بضرورت لفظ فتا کلمۂ فتا دست ہے مقابل لفظ حنا کی رند ہین تو چلین یار کے دنیا ہے نرالے ؛ لو دیکھتے ہی دیکھتے کیا پاؤن نکالے ؛ اسس غزل مین کلمہ لے کو ردیف قرار دیکر نرالے اور نکالے اور دو شالے اور ہلالے لاکر شاعر کہتا ہے رند لکھنوی کیا کہتا ہے ہر بار تجھے قتل کرونگا ؛ اک جان ہے باقی ہا ہے تو لے کہ خدا لے ؛ سوز مری جان جاتی ہے یارو سنبھالو ؛ کلیجے مین کانٹا گڑا ہے نکالو ؛ جلو نکی بری آہ ہوتی ہے پیارے ؛ تم اس سوز کی اپنے حق مین دعا لو ؛ آتش طریق عشق مین مارا پڑا جو دل شکا ؛ یہی وہ راہ ہے جسمین ہے جان کا

تحلیل فی القوافی

کھٹکا ؛ شراب صاف نہ باقی رہے تو اے ساقی ؛ لوٹا ئیگا بے مجھے کیچڑ مین نشہ تلچھٹ کا
آباد دلکھنوی چشم پر بار گران ہے ابھی کاجل کا بوجھہ ؛ دوش نازک سے اوٹھی سنبھلتا ہے نہین
آنچل کا بوجھہ ؛ دور ہے اونکی گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھہ ؛ ایسے نازک ہین کہ اوٹھتا ہے
نہین ہلکا بوجھہ ؛ ناسخ وہی دوپٹا تو اپنا ململ کا ؛ ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا ؛ اور
علے ہذا القیاس سعدی یکی دربیابان سگے تشنہ یافت ؛ برون از رمق در حیاتش
نیافت ؛ اسکو تجنیس مفروق بھی کہتے ہین برخلاف پروانہ کے کہ تجنیس مرکب مجموع ہے
شعر حافظ اور امانت مین تشریح بعض اساتذہ نے لکھاہے کہ معمول مین بنا ی قافیہ کی
تلفظ پر ہوتی ہے لہذا کمی و بیشی حروف کی از رو ے کتابت قابل اعتبار نہین قتیل رہے
میوہ باغ جان غبغب تو ؛ خجل چشمہ آب خضر از لب تو ؛ ز حالم خبر گیر اے من فداے ات
کہ صبر و قرار از دلم رفتہ بے تو ؛ مگر احسن نہین ہے تشریح عطاء اللہ حسینی نے
لکھاہے کہ شعراے متقدمین معمول تحلیلی کو عیب سے شمار کرتے تھے مگر متاخرین
اسکو صنعت مین داخل کرتے ہین اور اصل مین یہ بات نہین ہے اور
شمس الدین فقیر نے دونو قسمون کی نسبت مین لکھاہے کہ یہ دونو قسم محسنات سے ہیں
بشرطیکہ مکرر اور بفاصلہ نہ لاوین ورنہ داخل عیوب ہے

کلام ہشتم در تشریح قواعد ضروریہ و فوائد عجیبہ

تشریح اول ہاے ہوز الفاظ ثنائی مین بحالت واقع ہونے کے وسط کلام مین
اگر واجب الحذف نہو جیسے کہ وجہ و نہ تو حرف روی ہو سکتے ہین اور تکرار روی کی
ایطا مین نہین ہے حافظ اے دوست ترا دوست کہ دارد چو من ؛ با تو بابستہ دو دست
چہ دارد چو من ؛ ہر جا کہ روم خوے بدت خواہم گفت ؛ تا ہیچ کست دوست ندارد چو من ؛

تشریح دوم بعضون نے الفاظ عربی جیسے مومنات و مسلمات اور دولت و نصرت
و حشمت و عبادت اور محبت و شفقت اور صورت و طلعت کا قافیہ کیا ہے اور ایطا مین شمار
نہین کیا چنانچہ بپابندی اسکے سعدی علیہ الرحمہ نے بنیاد قافیہ کی ایک حرف پر رکھی
کما قال فی البوستان سعدی چنان نادر افتاد در روضۂ ؛ کہ درّ الاجوردی طبق
ببیضۂ ؛ ہان اگر ہاے ہوز کو غیر ملفوظ رکہین بسبب اختلاف قید کے تو نامقبول ہے
کیونکہ یہ اختلاف حروف علت مین اگرچہ ردی مطلق ہو جایز نہین اسیطرح خوشش
و نفیسش کا قافیہ نہین ہو سکتا واضح ہو کہ اگر شعر مردف ہو تو ضابطہ مذکورۂ بالا قابل
حرف گیری یک گونہ نہین رہتا کیونکہ ردیف عیب قافیہ کو چھپا دیتا ہے حافظ
دل سراپردۂ محبت اوست ؛ دیدہ آئینہ دار طلعت اوست ؛ آتش ؛ دونون کی زندگی مین
رہے ہم مرتے ہوئے ؛ جوش جنون ذرزد کیا جب ہری ہوئے ؛ مگر متاخرین
اسکو ناجائز سمجھتے ہین ہان اگر تکرار حرف ماقبل تاء فوقانی کے متحد ہو تو بہتر ہے
جیسے اضافت و ضیافت صباحت و ملاحت مگر مصافت و علامت تاے خطاء کا
قافیہ جائز نہین ہے تشریح سوم نورالدین احمد نے لکھا ہے کہ بعض حرف زوائد
مشہور الترکیب ایسے ہین کہ جب اون سے اور حرف ملجاتے ہین اور مشہور الترکیب
نہین تب حیثیت حرف روی کی اون مین آجاتی ہے جسطرح پر بنون زرین
اور پارین کا مشہور الترکیب ہے لائق روی کے نہین ہے ہان اگر ہاے ہوز
ملجاوے سبب جیسے زرینہ و پارینہ تو جائز ہے علے ہذا خندان و گریان جائز نہین مگر
خندانند و گریانند کا قافیہ باندہنا جائز ہے اور جو کہ محمد ابن قیس نے کتاب المعجم مین
جمع کرنا ان الفاظ کا جائز رکھا ہے قابل اعتبار نہین تشریح چہارم وافی مین ہے

کہ اگر کرم درم وحرم وبرم کا قافیہ ہو تو میم برم کا حرف روی مین ہوگا نہ کہ وصل کا
اگر برم اور بسیرم اور بشرم کے ساتھہ قافیہ کرم کا ہو تو میم کرم کا حرف وصل کیا جاویگا
کیونکہ مقابل حرف وصل کے واقع ہوا ہے بخلاف درم وحرم کے کہ میم اسکا اصلی ہے
لہذا برم کا میم اصلی قرار دیکر روی ٹھہرایا گیا تشریح پنجم جائز ہے حرف وصل کو ساتھہ حرف
روی جزو کلمہ کے قافیہ کرنا فردوسی بگویم زبادرش نیز از پدرش ٭ ترسم بغیر از خدا وند
عرش ٭ رند تنگ آیا ہون اس حور کی بیدادگری سے ٭ اوبھاؤنگا اب دل کو کسی اور
پری سے ٭ مگر احسن نہین بسبب اختلاط کثیرہ کے اشعار فارسی وعربی و
اردو مین حد جواز کو پہونچا ہے اور ممنوعات مین اوسکو شمار نہین کرتے تشریح ششم
جائز ہے کہ ایک شعر مین تین یا چار قافیہ لاوین یا آنکہ تمام شعر کو مقفی کرین بلکہ یہ اصل
صنعت ہے جامی ازین صحرا جواد خامہ سبک کن ٭ وزین سودا سوادِ نامہ طی کن ٭
منظور عفی عنہ واجب التحمید خلاق وکریم ٭ لارب التمجید رزاق ورحیم ٭ تشریح ہفتم
یہ شعر مولف عفی عنہ کی مثنوی حالہ منظور کا ہے ۱۲
درست ہے کہ واسطے ضرورت قافیہ کے ہائے ہوز کو الف کر دیوین رند کل کسی شمع رو کے
کہا بیٹھے ٭ دلکو پروانہ سان جلا بیٹھے ٭ کشتگان وفا شہید ہوے ٭ اب پڑہین آپ
مرثیہ بیٹھے ٭ عباس بیگ دہلوی جام ٹوٹا بت بدمست کہ مینا ٹوٹا ٭ دل عاشق کی بہی کچھہ
مرزا عباس بیگ مرحوم تخلص شہر باندہ ۱۲ مبارک حسم
قدر ہے ٹوٹا ٹوٹا ٭ زہر کہا کے ہوئی پہرتا ہون یہ می نوشی پر ٭ گونٹ کر ہاتھ لیا جب
کوئی شیشہ ٹوٹا ٭ تشریح ہشتم الفاظ ہندی مین جو حروف ہندی مخلوط التلفظ جیسے
بہا وپہا وٹہا وجہا وچہا ودہا وڈہا وڑہا وکہا وگہا واقع
ہوے ہین قافیہ مین بمقابل حرف واحد فارسی کے باندہے جاتے ہین
آتش لکھنوی سانپ کا زہرہ گیسو ہین اوس گلنے والے ٭ آہوئی چشم

چہلا وسے کو ہین چہلنے و اسلے جو منہ اوٹھتی ہی تیرے بزم سے سب وہ کہڑی ہو
وسے یار رہ گئے کہ جو ستے غش پڑی ہوسہ ؛ ذکی عمر بہر رام محبت سے نکلتا معلوم ؛
ایسے دریا مین ہون ڈوبا کہ اوچہلنا معلوم ؛ تشریح نہم جائز ہے کہ یہ حروف تحریر مین مخلوط بہا ہو
ہون اور تقطیع قافیہ مین بجاے ایک حرف کی تقریر کیے جاوین سودا نہ کہینچ ای شانہ ان لفونکو
یہان سودا کا دل اٹکا ؛ اسیر ناتوان ہے یہ مدے زنجیر کا جہٹکا شعر رہیگی نگہ کی جاٹ یہ ہاے
دل لگا ہوا ؛ ہی ان رسیلی آنکہون مین شربت گہلا ہوا ؛ قلق ہو لنا اسقدر ہر اگہر ہے ؛
حلقۂ در وبان اژدر ہے ؛ تشریح دہم قافیہ مین جیم عربی یا جیم فارسی کے ساتہہ جیم ہندی کو
روی قرار دینا من قبیل عیوب قوافی ہے مثل زنگ وسنگ کے جیسا کہ تشریح الفاظ مین گذرچکا
تشریح یازدہم جاننا چاہیے کہ جس طرح پر الفاظ عربی کو ساتہہ فارسی کے مانند قرآن و امان
کے قافیہ کرنا درست ہی اسیطرح بوقط ہندی کو الفاظ عربی و عجمی کے ساتہہ قافیہ کرنا درست نہین زبان
ہزارون خون ہوسے سیکڑون حلال ہوے ؛ تمہارے ہاتہہ جو مہندی سے لال لال ہوے ؛
ومنہ برسون مین سے مرے یار کی لیکر خبر آئی ؛ مدت مین او باد صبا ادہر آئی وله دوستی بہت مجہے
نہ تہی سے بیر ؛ وجہ کیا کاوش کی مجہہ سے اہل دیر ؛ سودا آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا ؛
عداوت ١٢
کچہہ آگ بچ رہی تہی کہ عاشق کا دل بنا ؛ تشریح دوازدہم کلام مطلق منقسم ہے دو قسم پر
منظوم و منثور منظوم مین قافیہ جزو ماہیت شعر کا ہے جیسے کہ کہتے ہین الشعر کلام
موزون مقفی ؛ اور نظم و شعر بسبیل عام وخاص کے ہے پس شعر مین وزن کا ہونا
بتعمد شاعر مشروط ہے بخلاف سکاکی کے کہ تعمد اوسکے نزدیک شرط نہین ہے اور ابو اسحاق
زجاجی کے نزدیک برخلاف جمہور اساتذہ کے اوزان کا ہونا بہی شرط ہے کہ جن پر عرب
اول نے شعر مین موزون کیا ہونا ور نظم اور نثر مین صرف وزن فارق ہے چنانچہ شمس فخری

اصفهانی اور برہان سے نے لکھا ہے اور برہان سے نے یہ بھی لکھا ہے کہ کلام موزون اگر مقفی
ہو تو شعر ہے ورنہ نہین؛ حاصل یہ ہوا کہ کلام ناموزون نثر ہے اور موزون نظم ہے اور
نظم مقفی شعر ہے اور غیر مقفی غیر شعر لہذا موزون بلا قافیہ نثر ہے؛ شیخ محمد گیلانی اور سبایر
اساتذہ فرماتی ہین کہ مجموع وزن و قافیہ کا ہونا منظوم مین شرط ہے لہذا نثر کی تین قسمین
کی ہین ایک نثر مسجع جسمین قافیہ ہو اور وزن نہو دوسرے نثر مرجز جسمین وزن شعری ہو
مگر قافیہ نہو تیسرے نثر عاری جسمین نہ قافیہ ہو نہ وزن پس بحسب قول زمخشری
و محمد ابن قیس و شمس فخری و مولانا جامی و عطاء الله حسینی و صاحب مجمع الصنائع کے
مصرع و مقفی ہونا شعر کا شرط ہے؛ فقیر مولف مطلع غفر ذنوبہ نے بہ شرح و بسط بیان اسکا
اپنے رسالہ مسمی بہ موید الشعرا مین لکھا ہے؛ تشریح سیز دہم مستزاد مین کلام اساتذہ
مختلف ہین کہ آیا جزو منظوم ہے یا منثور شمس فخری و مولانا رفیع الدین فرماتی ہین کہ
منظوم ہے کما قال مولانا الرفیع وان اختلفت اے القافیۃ فان کان دون المصراع
متناسب التقطیع و القافیۃ لعد ابیات الرباعی و الغزل و مصاریعہا فمستزاد شیخ محمد گیلانی
و صاحب لطائف اللغات و نظام الدین احمد صاحب مجمع الصنائع مجوز کلام منثور ہونے کے ہین
کما قال محمد جیلانی المستزاد کلام منظوم تستزاد بعد مصراعہ او بیتہ فقرۃ من النثر؛ نور الدین احمد کا
کلام اگرچہ جانب نثر مائل ہے مگر تصریح نہین کما قال مادر دہم بحیث آنکہ ہر قافیہ کہ زرواند
مستزاد وست صادق نیست چہ آنہا در آخر مصرعہا و بیتہا می باشند انتہی؛ مگر اتفاق اسپر ہے
کہ مقفی ہونا مستزاد کا لازم ہے اور مستزاد کا ایک جزو ہونا اجزائے بحر اوسکی نظم سے شرط ہے
وزن وسکا ہونا چاہیے؛ الحاصل مستزاد مین ایک جزو وزن رباعی کا بعد ہر مصرع رباعی کے
لایا کرتے ہین اور یہ دو قسم پر ہوتا ہے مثلاً اگر مضمون شعر کا اوس فقرہ پر منحصر ہو تو

مستزاد لازم کہین گی اگر معنی فقرہ پر منحصر نہون تو مستزاد عارض کہین گے جرأت جادو بے
نگہہ حبیب ہی غضب قد ہے ٹھہرا ؛ اور قد ہے قیامت ؛ غارت گر دین وہ بت کافر ہے
سراپا ؛ اللہ کی قدرت ؛ ہین بال بھی بکھرے ہوی مکھڑے پہ دھوان دہار ؛ جون شعلہ پر
ہو دود ؛ اور رنگ رخ یار ہے گویا کہ بھبوکا ؛ اور تسپہ ملاحت ؛

کلام نہم در حقیقت و کمیت زبان اردو

ملتمس خدمت مین طالبان فن متین اور شائقان سخن تخین کہ نقاد نقود قوافی و ردیف اور صراف ذہانیر شعر و سخن لطیف کی ہین یہ ہے کہ زبان اردو بذاتہ ایک زبان نہین بلکہ یہ زبان السنہ متنوعہ یعنے عربی و فارسی و ہندی و سنسکرت و ترکی سے ترکیب پاکر بنام زبان اردو معروف و موسوم ہوئی لغت مین معنی اردو کے لشکر و فوج کے ہین جو کہ فوج مین ہر ایک ملک کی متوطنین رہا کرتے ہین لہذا گفتگو مختلفہ بسبب گفت و شنود یکدیگر اور قیام اور مجالست یکجائی کی باہم ممتزج و مرکب ہوگئی اور یہ زبان عصر نصفت اثر حضرت شہاب الدین صاحب قران ثانی شاہ جہان غازی نور اللہ تربتہ مین ایجاد ہوئی اور اب بباعث مرور عرصہ ممتد و اختلاط ہند کی از بس مصفے و مجلے ہوگئی و واضح ہو کہ شعراے متقدمین اور فصحاے طبقۂ اولین اکثر الفاظ ٹھیٹھ ہندی مثل لفظ یون و نین و سکھہ ڈنگ و بستی وغیرہ اشعار مین باندھتے تہے کہ اونکو حضرات بلغاء متاخرین و فصحاے حالیین نے غیر فصیح و معیوب جانکر اپنے کلام سے متروک کیا اور لب لباب فصاحت زبان اردو عند الفصحاء المتاخرین یہ ہے کہ وہ الفاظ عربیہ و فارسیہ متعارفہ مستعمل ہون جو محاورہ عام و خاص مین بلا تکلف و تصنع سرزد ہوا کرتی ہون اور ایسے کلمات ہندی یعنے مضافات و جمع و حرف روابط وغیرہ حروف و افعال و کلمات ہندی

ضروری الاستعمال و مروجہ کلام خاص و عام گفتگو مین آوین جو بلا تامل و دقت کے
بنا ور ہوا کرتے ہون فقیر مؤلف نے نظائر مین اون اشعار اردو کو لکہا ہے کہ جنکے
قوافی مین الفاظ مروجہ زبان اردو یعنے فارسی یا عربی یا ہندی فصیحہ ہون اور
اون اشعار کو جنمین الفاظ مکروہ نا ہندی یا السنہ دیگر غیر متعارفہ ہون نہ لکہا کیونکہ
التزام اس رسالہ مین اظہار قوافی زبان اردو کا کیا گیا نہ زبان بہاٹون اور کبت گویونکی ؛
بعض اشعار متقدمین جنمین الفاظ متروکہ فصحاء متاخرین راقم آثم نے لکہی وے بنظر
انتباہ ارباب شوق و اطراد نظیر کے تحریر پائی ہین علاوہ ازین رسائل قوافی فارسی مین
ملاحظہ کر لیا جاوے کہ اکثر الفاظ عربی مثل نقاب و حجاب اور تطاول و تغافل وغیرہ مجولہ
موجدان فن قوافی موجود ہین بیشتر حالانکہ فارسی بنفسہ ایک زبان علیحدہ اور جدا فصیحہ ہے
بخلاف اردو کی کہ جسکی ماہیت ظاہر ہے قطع نظر اسکے یہ رسالہ جامع ہے قوافی زبان اردو
و فارسی وغیرہ کا لہذا ہر زبان کی نظائر و بحث سے گفتگو کی گئی ظاہر ہے کہ الفاظ فارسی و
عربی باہم بحد ممتزج و مختلط ہو گئے ہین کہ طالب تحقیق بعض وقت محتاج کتب لغات کا ہے
اسیطرح بعض الفاظ اردو کا حال ہے جیسے لتہ بمعنے پارہ ، پارچہ اور سرخ بمعنے نشان اور
الاو بمعنے آتشدان اور ارمان بمعنی آرزو اور رہا بمعنی ہے اور لال بمعنی سرخ و قس علی ہذا
کذا فی الغیاث و بہار عجم
الفاظ دیگر ایسے مستعمل ہو گئے ہین کہ کسیکو تمیز زبان کی عند الملاحظہ کلام شعرائے فارسی مین بعض
توافق لسانین پر اور بعض اختلاط مزید زبان پر اسکو اعتبار کرتے ہین تنبیہ سمجہنا چاہیے کہ محاورہ زبان
اردو کا دو قسم پر منقسم ہے ایک محاورہ عام دوسرا محاورہ خاص محاورہ عام وہ ہے
جو نسبت گفتگوے عوام سے رکہتا ہو محاورہ خاص وہ ہے جو منسوب بگفتگو شعرا و فصحاے زباندان
ہو اور یہ دو طرح پر ہے ایک محاورہ متقدمین شعرا کا اور یہ زمانہ مرزا رفیع سودا اور

میر تک ہے دوسرا محاورہ شعرائے متاخرین کا کہ ذوق و غالب و ناسخ و آتش و غیرہ ہین
پس لازم ہے کہ جو کوئی تتبع کرے یا کسی کلام پر سند لاوے تو شعرائے زبان آگاہ متاخرین کے
اشعار و کلام پر متمسک ہو نہ کہ زبان اقدم متقدمین عام پر تبصرہ قدما کے نسبت نہ لائق
ہیچمدان از راہ طعن و بے ادبی سے کے نہین لکھتا بلکہ بنظر انتباہ اہل ذوق و فصاحت طلب سے کے
تحریر ہوا ۔ واضح ہو کہ متقدمین غفر اللہ لہم نے عمداً ناقص جا کر اوسکو نہین لکھا بلکہ یہی گفتگو اور
حسن مقال انکا مقتضائے اوس وقت کے تہا ۔ اور یہ بہی ظاہر ہے کہ حسن و قبح ہر ایک اشیا کا
بعد مرور دہور کے معلوم ہوا کرتا ہے جیسے زبان اوس زمانہ مین تہی لکہی گئی بلکہ سودا نے
اپنے قصائد مین اور میر نے ایسی زبان لکہی ہے کہ متاخرین جن پر تمسک و استدلال کرتے ہین

خاتمۂ کلام لطافت انجام نزہت التیام

الحمد للہ الذی اوتیت بجوامع الکلم ۔ وامرتہ بالحق اصلے سے محمد حبیبہ و علے آلہ و اصحابہ وسلم
و اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ
اما بعد عارض دوشیزہ جمیلہ اور رخسارہ باکرہ حسینہ رسالہ کلام شافی در بحث قوافی کا
کہ جسکا مطلع خورشید نام تاریخی ہے معسکر انبالہ حرسہا اللہ عن المکارہ مین باوجود
١٢٦٩
انتشار طبیعت و وقوع انواع اضطراب و کلفت کے غازہ حسن اتمام اور گلگونہ لطف
اختتام سے رنگین و زیبا ہوا ۔ اور لیلی بیان اوسکی ہمدوش خواہان مجنون و شان صد تمنا
قلم شکستہ رقم اپنی محنت جان فرسائی پر آمادہ ہے کہ کچہ اوصاف اس عجالہ نافعہ کی بحسب حسن
تدبیر و سلیقہ تحریر پر لاوے مگر مرزا صائب مانع آئے ۔ صائب صفہائی ثنائے خود بخود گفتن نمیرسد
تیر اہل انصاف ۔ المختصر وقت مطالعہ کے حسن و قبح اسکا منکشف ہو جاویگا گذارش خدمت مین صاحبان
ذوق و ارباب شوق کے یہ ہے کہ جو کہ مفر ماراہ اخلاق عمیمہ سے غلطیت قولمہ نقول اور ادنی سہو در رسالہ ہذا

فرط تمنا و بذل مکرمت سے بے رفت ورد ب نظر ثانی دست بدست لیگئے ہیں اور شہرت
دی ہے اب بکرم و بلطف فراوان اس نسخہ مصححہ مجددہ سے مطابق کرلیوین اور تسلیم رسالہ ہذا مین
سعی موفورہ فرماوین شعر ہوش کر بخطائی رسی طعنہ مزن ؛ کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود ؛
تمت ہذا آخر ما کتب قلمی و خرج من فمی بتوفیق الصمد و منہ الاعانت والمدد و کان ذلک فی
اواسط السنۃ الاحد و الثمانین بعد الالف و المائتین من ہجرۃ سید الاولین و الآخرین
فی المقام فورۃ الاکبر متعلق بالضلع اللت فور اللہم خلصنا من الھواجس النفسانیۃ الوساوس
الشیطانیۃ شرفنا بمقام الوصول ؛ و اوصلنا بعالم العقول ؛ و احفظنا من اکابر شعراء الغادی ؛

قطعہ تاریخ تراویدہ ابر کلک نیسان ہائے موجد قوانین فصاحت موسس اساس بلاغت
شاعر یا تمکین ناثر ظہوری آئین بلیغ یکتا فصیح بی ہمتا کرمی سید نعمت علی
جہیر اموی متخلص بجوش سلمہ اللہ تعالی

تصنیف نمود چون کلام شافی ؛ منظور علی بلیغ سحبان ثانی ؛ تاریخ چو جست بہر ش ہاتف ؛ گفتا کہ خزینۃ المعانی
سنہ ۱۲۷۹

ومنہ وام فیضہ

در کلام شافی آن منظور راحمد اہل علم ؛ بسکہ در سلک معانی گوہر اسرار سفت ؛ از پی تاریخ
او شد جوش را از بسکہ فکر ؛ ہاتفی از غیب باشش مطلع خورشید گفت
سنہ ۱۲۷۹

نثر تقریظ از نتیجہ طبع آسمان پیوند منشی عزیز منزلت شاعر عنصری مرتبت مدقق دقائق
فصاحت و محقق حقائق بلاغت خدیو سخندان تازہ نگارے قافلہ سالار نادرہ طرازی
سرو چمن بیاض سخندانی سرآمد خجستہ نکتہ دانی بہار بوستان متانت و فہامت سرچشمہ
درایت و فراست یادگار قدما حضرت سماحت احباب منشی محمد مبارک حسن صاحب
رئیس بریلی سرشتہ دار محکمہ بندوبست ضلع ہستہ پور ہشتم نوفیل مسلمہ ۱۲۷۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد موفور و ثنائے نامحصور اوس سخنور سخن آفرین کو شایان ہے کہ معلم عقل کل جسکے
دبستان بلاغت کا طفل ابجد خوان ہے اوسکے کلیات قدرت کاملہ مین چار مصراع برجستہ عناصر
اربع رباعی ہے موزون ٭ اور حواس خمسہ ایک مخمس پر مضمون ٭ شش جہت عالم اوسکی دیوان حکمت
بالغہ کا مسدس پر بہار ٭ اور موالید ثلاثہ اوسکے بیاض صحت مین مثلث دلچسپ و مزہ دار ٭ ارکان
مختلفہ کو ترکیب دیکر ترکیب بند اول پسند فرمایا ٭ اور افراد کائنات کو باہم تضمین کرکے ترجیع بند بنایا
اور تحفہ درود و صلوۃ و ہدیہ تحیات زاکیات اوس صدر ارکان رسالت کو سزاوار ہے کہ جسنے غریقان
بحر طویل ضلالت کو بعین عنایت مدید سے صحیح و سالم ساحل نجات پر پہونچایا ٭ اور سابقان معرکہ
جہاد مین ضرب حسام کلام رجز انتظام سے فصاحت فصحاے عرب و عجم کو حشو فرمایا ٭ حرقیان
نائرہ فراق کو مزید رحمت سے شربت وصل معشوق حقیقی پلایا ٭ اور اسیر زندان معصیت کو
قید غم سے چھوڑایا ٭ گروہ انبیا اور خیل مرسلین مین کسیکو اوسکا مترادف ندیکھا اور حسب احکام قضا شیم
اوس موسس اساس شریعت و طریقت کا کوئی مماثل و حاجب نہ پایا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم لیس از حمد و صلوۃ
قافیہ سنجان نظم بلاغت اور ناطقان موزون کلام سراپا فصاحت پر مخفی نرہے کہ فی زمانا متاع سخنوری
بازار جہان سے معدوم و مفقود ٭ اور ارباب قدردانی و جوہر شناسی اصحاب علم و ہنر مسدود و شاید ان کی
سخن طرازی کہ انتقاد ارباب فن سے محروم ہین متاع گران بہائے سخن کو خفیف سمجھتے ہین ٭ اور وزن کلام موزون آب و تاب گوہرین
مضمونکو نہین سمجھتے ہین ٭ ابیات پر بہار کو بدتر از خانہ ویران اخرب سمجھتے ہین ٭ نکات شاعری و غوامض سخن پردازیکو
گنگ سمجھتے ہین لہٰذا بنظر افادہ خواص و عوام و استفاضہ کافہ انام جناب مستطاب انوری عصر عنصری دہر سعدی زمان
نظامی دوران عرفی اوان خاقانی ثانی رشک فردوسی محسود قیفی فاضل اجل عالم اکمل ماہر فائق معقول و منقول
واقف حقائق فروع و اصول جالینوس عہد افلاطون وقت علامہ یکتا مفتی بے ریا دریائے محی اسم شرع نبوی

ماحی السنہ بدعات عوی مولانا واستادنا و مرشدنا حضرت مولوی حکیم سید منظور احمد صاحب
مدظلہ العالی فی حکمی آتش بیانی کے مقابلہ مین شاعر کی جرات نہین کہ دعوی نظم زبان پر لاوے ؛ اور کسی
دبیر عالی تحریر کی مجال نہین کہ بزعم نثاری قلم اوٹھاوے ؛ نظم پر سوز و درد آمیز اونکا ناسخ کلام اساتذہ ماضی
و حال ہے ؛ ہر اہل مذاق کو اونکی اشعار آبدار سے ذوق و شوق کمال ہے ؛ فصحاے عصر کو رشک ہے سودا کے
ہر مصرع برجستہ اونکا برق خرمن ہستی اعدا ہے ؛ سبحان اللہ اگر ابر نیسان اونکی رشحات قلم گوہربار کی
دریوزہ گری نکرتا ؛ دامان صدف لآلی آبدار سے نہ بہرتا ؛ اور اگر معلم بہار اونکے دبستان سخن مین شاگردی
نہ لیتا ؛ عندلیبان چمن کو نغمہ ہاے موزون کا سبق نہ دیتا ؛ خامۂ دو زبان اونکا سر حسود نامسعود کی
گویا ذوالفقار ہے ؛ صریر قلم اعجاز رقم سے صولت نعرہ شیر آشکار ہے ؛ بموجب خواہش احباب
و فرمایش اصحاب یہ رسالہ فن قافیہ مین تصنیف فرمایا ؛ مثل جسکا نہ آنکھون نے دیکھا نہ کانون نے
سنا ؛ سبحان اللہ بحمدہ تلاش حضرت مصنف دام مجدہ قابل تحسین و مورد ہزار آفرین ہے ؛ باللہ باعث
خجلت اساتذہ متقدمین و متوسطین اور موجب فخر متاخرین ہے ؛ فصیح و بلیغ اس زمانہ گذشتہ و گذشتنی
ہین بہت کچھہ گذرے اور بحور ذہانت مین اوسکے تفحص السنہ درمنثور و جواہر منظوم سے اونہون نے ہاتہہ پائون
مارے مگر بجز اثر الاول بیرا رہا ؛ اور بجز حسرت کچھہ ساتھہ نہ لیگئے ؛ فی الحقیقت یہ رسالہ مقدمۃ الجیش ہے
معارک شعر و شاعری کا ؛ اور درۃ التاج ہے حائل سخنوری کا ؛ بقول مشک آنست کہ خود ببوید
نہ آنکہ عطار بگوید ؛ تصدیق کلام خفیف عند المعاینہ ہو جاے گی قلم کو جرات نہین جو ستایش کرے ؛
زبان کو طاقت نہین جو مدح سرائی کرے ؛ دعا خالق اکبر اس تالیف لطیف کو مطبوع طبائع کافہ انام
فرماوے ؛ اور فیض بخش جمہور خاص و عام کرے ؛ سایہ بلندپایہ حضرت استادی مدظلہ العالی مستقل
مفارق مسترشدین رہے ؛ اور کلام کرامت التیام اعجاز انجام کی تاثیر سے قلوب مریدین کو جلا بخشے آمین بحرمۃ النبی الامین

اشعار متفرقہ حضرت مؤلف یعنی جناب مولوی سید منظور احمد صاحب نتیجۂ طبع ہیچمیرز محمد مبارک حسن بلوی

داد ہوا او خطان بلبل بے نواے را ؛ درس باین گلستان منت ہر غنداے را ؛

سنہ کوہ کن نقش ز شیرین برجا از دنیا رفت ؛ ورنہ پاے من و آن ہر دو بیک سنگ آمد ؛

سنہ سوداے زلف بی جگر پارہ پارہ نیست ؛ زان روے شانہ را دل صد چاک دادہ اند ؛

سنہ عرق از لب شکر دارد بلی صحبت اثر دارد ؛ می از لعلت شکر دارد بلے صحبت اثر دارد ؛

تا شیر جواہر ہاے زیب طرف دوشش جو دید ؛ دلش لطف جگر دارد بلے صحبت اثر دارد ؛

بگردِ سر بالاے تو نخل آہ بے برگان ؛ نہ گل دارد نہ بر دارد بلے صحبت اثر دارد ؛

سنہ قامتش را سرو گفتم بے ادبیاست این ؛ باز میگویم قیامت سے از وبالاست این

ناف او را کعبہ گفتم حق بمرکز جا گرفت ؛ باز گرداب تحلی گفتم بجا بست این ؛ سنہ

ہوا ہے مانع گلگشت گلشن خار دامن کا ؛ بلاے جان ہے رہنا یار کے پہلو میں دشمن کا ؛

گران ہے صحبت سنگین دلان آتش مزاجون پر ؛ نتیجہ ہے زبون با بردت کو سنگ اور آہن کا ؛

نہوتی گرمی انفاس سے آہ کو مانع ؛ تو پردہ پڑ گیا تہا اسنے اوسکے دود روزن کا ؛

مصاحب کیون نہو سرمہ تری آنکہونکا اے ظالم ؛ شریک حال خر بخت سیہ ہے کون رہزن کا ؛

نہون جمنون کی گل زیب گریبان دست قاتل سے ؛ تو کب ہو سیدہ دامان خنجر سیر گلشن کا ؛

نگہ یار نگہہ کو دام مژگان حیات سمجھے ؛ جو ہے اب جوہر آئینہ مانع شوق دیدن کا ؛

کہان منظور کو ہے ارتباط ما سوا اپنا ؛
تعلق جسقدر تہا خرقۂ عیسی کو سوزن کا

قطعات تاریخ از نتائج طبع وقاد شاعر عدیم المثل نادر بے ہمتا فخر خاندان سیادت غضنفری دُرِ دریاے شرافت و سخنوری نواب محمد واجد علیخان صاحب بہادر متخلص بہ جنون خلف اسد نواب مظفر جنگ بہادر غفران مآب رئیس شہر فرخ آباد

منظور احمد ست حبیب حبیب حق ∴ خورشید آسمان شرف نفیس و پاک ∴ اور نصیب منصب ڈپٹی کلکری
مشہور در امانت و شفقت نفیس و پاک ∴ رضوان کلیم و طاہر قدسی تاریخ او ∴ سرور شاد باغ فصاحت نفیس و پاک ∴
تابندہ نجم سال مسیحی بر آسمان ∴ ماہ بلند تاز بلاغت نفیس و پاک ∴ ∴ سنہ سلمہ
سنہ ۱۸۵۲ع
کیا لکھون مطلع خورشید کی تعریف و صفت ∴ جلوۂ مشرق الانوار سے عمدہ کہہ دے ∴
دیکھہ تو صورت لیلی سواد روشن ∴ امراء القیس کے اشعار سے عمدہ کہہ دسے ∴
جو کہ دانا ہین جیا کرتے ہین اونکی تسبیح ∴ لاکھہ ہین سبحۃ الابرار سے عمدہ کہہ دے ∴
شہر ویمن جلوۂ شہرت سنے عمل پایا ہے ∴ دوڑ کر اختر سیارے عمدہ کہہ دی ∴ قافیہ کا یہ رسالہ ہے
کہ گلدستۂ نور ∴ لی اسے نزہۃ الابصار سے عمدہ کہہ دی ∴ شمس ہیلا ہو کہ سکا کی نقاد کلام
اونکی اندوہ دہ افکار سے عمدہ کہہ دی ∴ ابن حیان کہ حاجب کہ رشید و لجواحظ ∴ سب کے
تصنیف گہر بار سے عمدہ کہہ دسے ∴ ای مورخ جو ملی ہے تجھے طبع موزون ∴ خواجہ طوس کے
سنہ ۱۲۶۹
معیار سے عمدہ کہہ دسے ∴ ولافض فوہ درصنعت لتعطیل راحل مرحلہ صلاح رسد او عالم ∴
سالک مسلک الہام محل مراد ∴ لالہ گلکدہ مہر وعطا سرد کرم ∴ گسترہ عمدہ احرار حرم لوح مراد
طرہ طالع و طراح گل علم و عمل ∴ طامح و لامع و سرور دل و صالح و راد ∴ کا سر عدو سر و مہ مہر گو ہر
ماہر و آمر طومار صلاح دار صاد ∴ سال او کرد عطا داور یا در احمد ∴ مطلع مہر عطا سر او رام
۱۲۶۹
طرح سواد ∴ سنہ سلمہ فضلی و عیسوی ہست در مدحت او تیغ زبانم بکار ∴ سطر او معقلہ
جوہر نام شاعر ∴ سال فضلی و مسیحی بنگر اے رضوان ∴ بر توستان علم منظر نام شاعر ∴
سنہ ۱۲۵۹ فصلی
سنہ ۱۸۵۲ع
و سنہ سلمہ رضوان بموج مطلع خورشید کی رسد ∴ ہر لفظ او ست خوشتر پروین ھیا حیض نور ∴

سنہ گل سہ برگہ تاریخ سال نعل ∴ سحر نظام عہر ضیا بار باغ نور
۱۲۵۹ف ۱۲۰۹ق ۱۲۵۹ف
تاریخ تصنیف از مصدر سیر یا شرف نتائج افکار گہر بار شہسوار میدان بلاغت طوطی شکرستان

فصاحت محقق شعر و سخن زندہ کن مضامین نو و کہن سر دفتر ارباب
ہنر سید فرزند حیدر متخلص بہ صفدر شاگرد میر علی اوسط رشک لکھنوی

زہے فضائل منظور احمد ذی جاہ ❊ بیان سحر ہے اونکا تو سحر آتا لیف ❊ کتاب علم قوافی میں
وہ فرمائی ❊ کہ مثل گوہر یکتون ہے بے بہا تالیف ❊ ردیف قافیہ کیا کیا ہر ایک طرح میں لکھے ❊ رسالہ
کہ یہ ہے قدرت خدا تالیف ❊ بجا ہے کہیے جو اشعار کی او سے معیار ❊ نظر سے گذری نہیں ایسی خوشنما
تالیف ❊ کرے بیان کوئی وصف اوسکی کس موہنہ سے ❊ پے حصول معانی ہے جانفزا تالیف ❊
ہر ایک سطر ہے دل بستگی میں زلف پری ❊ برنگ مار حسینان ہے دلربا تالیف ❊ صفت میں
اوسکے یہ ارباب علم کیون نہ کہین ❊ ہوئی قلوب کی تالیف کی بنا تالیف ❊ خدا کی فضل سے فرما گیا
کورٹ فی ❊ بزور علم و فراست اسی کیا تالیف ❊ غنی ہومن پڑہ سے کے یکبون ایکو شاعران جہان ❊
ہے مثل نسخہ اکسیر و کیمیا تالیف ❊ لکہا یہ صفدر معجز بیان نے سال تمام ❊ رسالہ علم قوافی میں اب ہوا تالیف
سنہ ۱۲۹۶ ہجری
جناب مولوی منظور احمد نے بلطف حق ❊ کتاب اک قافیہ فن میں کیا تصنیف فرمائی ❊ و م تشویش سال
ختم مجہکو صفا ای صفدر ❊ کتاب بحث علم قافیہ تاریخ ہاتہہ آئی
۱۲۹۶ ہجری

	بسم اللہ الرحمن الرحیم	

دُرر غرر قطعات معجز سمات تاریخ تالیف و اتمام و انطباع کتاب فصاحت انتساب علم قوافی و امی
تصنیف لطیف جناب مکرمت مآب گل سر سبد گلشن آفرینش ❊ بلبل شاخسار دانش و بینش ❊
کحل الجواہر دیدہ شاہد حقیقت ❊ وسمہ ابروی عروس طریقت ❊ جوہر شمشیر لیاقت ❊ آب و رنگ
تصویر صداقت ❊ جامع معقول و منقول ❊ حاوی فروع و اصول ❊ سر امد فضلاے روزگار ❊
سر دفتر علماے کبار ❊ داؤد مقال ❊ یوسف جمال ❊ کیوان خدم ❊ عطارد رقم ❊ مقبول درگاہ صمد ❊
مولوی سید منظور احمد صاحب والا مناقب بہادر تحصیلدار کورٹ علاقہ ریاست ترداد ام جلالہ

از صدف سراپا شرف نتائج افکار گوہر بار شاعر نامی سخنور گرامی وحید زمان استاد جہان آفتاب فلک سخنوری ماہتاب سپہر شاعری رشک فردوسی و ظہوری غیرت انوری و نوری شہسوار میدان بلاغت طوطی شکرستان فصاحت ہزبر بیشہ جادو کلامی نہنگ دریائے معجز نظامی محقق شعر و سخن زندہ کن مضامین نو و کہن منشی سید فرزند حیدر متخلص بہ صفدر خلف الرشید سعید منشی سید امیر حیدر مرحوم ساکن شہر فرخ آباد محلہ تنگنجہ شاگرد خاص شوکت اختصاص جناب غفران مآب میر علی اوسط صاحب رشک مغفور لکھنوی زائر کربلائے معلی نور اللہ مرقدہ تاریخ انطباع

لکھا ہے مولوی منظور احمد نے رسالہ وہ ٭ عیاں ہے اوج جس سے صاف تحریر قوافی کا ٭
چمک میں ہر ردیف مہر سے ہر ایک فقرہ ہے ٭ ستارہ اوج پر ہے کیا ہی تقدیر قوافی کا ٭
مرے لفظوں سے شمس و مشتری سے ساز تارا ہیں ٭ اشارا ہے یہی گردوں سے تنویر قوافی کا ٭
شگفتہ ہو زبان اہل عرفان جسکو پڑھتی ہے ٭ وہ اک اعجاز ہے عیسی یہ تاثیر قوافی کا ٭

یہ کھینچی شکل سال طبع کلک فکر صفدر نے ٭
چھپا دیکھا مرقع اب تصاویر قوافی کا ٭
۱۲۹۹ھ

ایضاً

تعریف اس رسالہ کی میں کیا کروں بیان ٭ گویا ہے صاف اہل نظر کا یہ آفتاب
منظور چشم اہل صفا کیونکہ دل سے ہو ٭ سرتاج ہے نجوم و قمر کا یہ آفتاب
کہتے ہیں اسکے وصف میں اختر شناس یہ ٭ کیا معنی و بیان کے ہے گہر کا یہ آفتاب
ہے ہر ردیف مطلع خورشید حسن میں ٭ باعث بجا ہے نور سحر کا یہ آفتاب
حرف و نقوط و مد سے دکھاتا ہے صاف صاف ٭ نقشہ دہان و خال و کمر کا ہے آفتاب
وصف ردیف و قافیہ کیا اس حسب کروں ٭ وہ ماہتاب اور ہے دہر کا یہ آفتاب
تاریخ انطباع یہ صفدر نے کی رقم ٭ نکلا سپہر علم و ہنر کا یہ آفتاب
۱۲۹۹ھ

ایضاً تاریخ طبع

منظور احمد کا یہ رسالہ ∴ شاعروں کو ہے کافی دیکھو ∴ سال لکھا یوں صفدر نے ∴ پھولا باغ قوافی دیکھو
ہے جو منظور احمد دیباچہ ∴ دل سے وہ عاشق پیمبر ہے ∴ وہ ہے تحصیلدار کورٹ کا ∴ خلق کی اوسکی
وہ موم گوہر ہے ∴ کہ دمہ کو صفا سے باطن سے ∴ مہر تاباں ہے ماہ انور ہے ∴
وصف اوس سید مقدس کا ∴ جسقدر لکھئے اوس سے بڑہ کر ہے ∴ عدل و بخشش سے اہل عالم کو
داد رس ہے غریب پرور ہے ∴ نکہت مشک فیض سے اوسکے ∴ کیا مشام جہان معطر ہے ∴
حق نے کیسا دیا ہے ذہن رسا ∴ صاحب علم و اہل جوہر ہے ∴ قد و بالا جناب والا کا ∴ باغ
اجلال کا صنوبر ہے ∴ وہ رسالہ لکھا ہے قافیہ میں ∴ جو کہ حرز دل سخنور ہے ∴

یوں لکھا سال طبع صفدر نے
اچھی یہ زیب نظم گوہر ہے

ایضاً ۱۲۸۹

کہوں وصف منظور احمد میں کیا کیا ∴ سبے حق ہے اوسکا ہر اک کام زیبا ∴ وہ ہے خاص کورٹ کا
تحصیلدار اب ∴ سے ہے اوسکا کرم خلق پر عام زیبا ∴ سراپا ہے دین نبی پر فدا وہ ∴ ہر اک ہے
رنگ اسلام زیبا ∴ مہ و خور ہیں دو گردے نان کرم کے ∴ ہے چرخ اوسکا اک خوان انعام زیبا
رسالہ قوافی میں لکھا نہیں یہ ∴ غنچہ ہا فوج معنی کا ہے لام زیبا ∴ عبارت ہے رنگین مضمون گل ہے ∴
ہے ہر صفحہ گلشن ہیں ہر اک زیبا ∴ یہ تاریخ چھپنے کی صفدر نے لکھی ∴ لآلی مضمون اکرام زیبا ∴ ایضاً
نہ ہے رسالہ منظور احمد والا ∴ عیاں ہیں اوس سے سب اسرار حلم لطف کلیم ∴ لکھا یہ صفدر معجز بیان نے

سال طبع ∴ مسرت دل ارباب حلم لطف کلیم ∴
سنہ ۱۲۸۹ ہجری

ایضاً تاریخ طبع سمبت ۱۹۲۹

جو منظور احمد کہ مقبول جہاں ہے ∴ اوسے جاہ و حشمت کی ہے سمت زیبا ∴ لکھی قافیہ میں کتاب ایسی اد

کہ جسکی ثنا سکو بجہ ہے زیبا ٭ ہے سمت یمن یہ طبع کا سال صفدر ٭ یہ تصنیف منظور احمد ہے زیبا ٭

حسن مین ضو مین یہ رسالہ ہے سب ٭ کوکب رخشندہ بصبح و مسا ٭ علیسوی صفدر نے لکہا

سال طبع ٭ اختر تابندہ بصبح و مسا ٭

۱۸۶۱ء

ایضاً اس رسالہ کی مین تعریف کرون کس موںہہ سے ٭ ہے یہ گلدستۂ گلہائے فصاحت اچہا ٭

پوچہے تاریخ مسیحی جو کوئی ای صفدر ٭ تم بہی کہدو دُر دریای بلاغت اچہا

نتیجہ بنیان طبیعت نظری نظیر مقدمۃ الجیش معارک سخنوری شاعر نامور سید ابن حیدر صاحب سلمہ اللہ الاکبر ہوئی جبکہ تاریخ کی مجکو فکر ٭ کہ ہو منکشف جس سے احوال طبع ٭ غضنفر سے آواز ہی آئی یون مجہے اہل نظر سال طبع ہم سنہ سلمہ اس رسالہ کو فن قافیہ مین ٭ شاعر دلاجواب سمجہو تم ٭ چیدہ ترکیب اسکی ساری ہین ٭ موتیوں انتخاب سمجہو تم ٭ نور و تنویر و سربلندی مین ٭ اور کشش آفتاب سمجہو تم ٭

سنہ ۱۲ ہجریہ

سال اتمام اے غضنفر اب ٭ سن ہذا الکتاب سمجہو تم ٭

۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ رشحہ بنیان طبیعت گوہر بار مہر سپہر بلاغت و سخنوری خدیو کشور فصاحت و معنی پروری مقدمۃ الجیش معارک عبارت آرائی و متانت سر آمد فصحاے زمان نیر سپہر اقبال حکیم شیخ محمد علیم الدین صاحب المتخلص بہ علیم رئیس قصبہ راجگیر سمنصا دامت توجہ گرداور انتظام کار بندوبست علاقہ ریاست ترہت دام دوامہ تاریخ تصنیف

	تجدا کیون ہو دل اسے بہ ثنا رو ٭		واقفہ تالیف در رسالہ ہے خوب
	غیر حسرت سے بکیون ہو سوا یہ ۔		معارف تصنیف جہان ابی بدیع
	خوش ہین سب اہل سخن بلے تکرار ۔		رشک سے کیون ہو حاسد کو دماغ

عقل جہان مین ہے بہر تاریخ

ز نسخہ فیض ہوا ہے طیار

سنہ ۱۹۵۲ء تا سہنے

ایضاً تاریخ طبع منہ سلمہ

جب ہوا طبع مطلعِ خورشید ؛ جا بجا اسکا ہو گیا شہرا ؛ فکر تاریخ جو علیم نے کی ؛ یک بیک
کان میں یہ آئی صدا ؛ سر بالین پکارا ہاتف غیب ؛ کیا ہی گلدستۂ سخن چھاپا
سنہ ۱۲۸۹ ہجری

ایضاً وله دام فیضہ

جب چھپا یہ رسالۂ نادر ؛ فکر تاریخ کی ہوئی پیدا ؛ غور میں نے کیا جو اسمین علیم ؛
ناگہاں غیب سے یہ آئی صدا ؛ کیا نیا نسخہ اہل مطبع نے ؛ طبع بے مثل و بے نظیر کیا
سنہ ۱۸۷۲ع

وله سلمہ جناب سید منظور احمد ؛ کہ وہ ہین اہل فن کے قدر افزا ؛ لکھا علم قوافی مین رسالہ ؛
نہین تعریف ہو تی اوسکی اصلا ؛ ہوا وہ مطلع خورشید موسوم ؛ جہان مین ہر جگہہ ہو
کیون نہ شہرا ؛ نہین متاخرین سے یہ ممکن ؛ کہ مین اسکے مقابل مین رسالہ ؛ کیا تاریخ کا
ارشاد مجکو ؛ گیا مطبع مین جب چھپنے وہ نسخا ؛ ہوئی جو فکر مجکو بہر تاریخ ؛ تو ہاتف نے کہا آ کے

نظامی عروضی و مجدی و ناسخ ؛
اسیکے رشک سے ہین بے سر و پا ؛

تاریخ طبع کتاب قوافی سید محمد ابن حیدر متخلص بغضنفر شاگرد جناب سید محمد فرزند حیدر رضا متخلص بحسب

کیا خوب چھپا واہ یہ رنگین رسالہ		بہار اسکے سخندانوں کو گلگشت طرب ہے
چھپنے کی یہ تاریخ مسیحی ہے غضنفر		سلک در شہوار مضامین یہ عجب ہے سنہ ۱۸۷۲ع
غضنفر رسالہ گیا طبع کو	وله	بجا بھی خوشی سر بسر آج ہے
لکھا سال یون از سر اعتبار		تجلی اہل نظر آج ہے سنہ ۱۲۸۹ ہجری
جو منظور احمد ہے عالی ہمم	وله	یہ تالیف اوسکی ہے یکتا کتاب
غضنفر سنو مجھ سے تاریخ طبع		ہے بے مثل زیبا رسالہ کتاب

سنہ ۱۲۸۹ ہجری

فهرست رساله ثانی مقاله مطلع خورشید در بحث قافیه

صفحه	تذکره	صفحه	تذکره
۲	دیباچه	ایضاً	تذکره نائره و نائره بزنائره
۴	باعث تصنیف رساله	۲۲	بحث رس
۷	کلام اول در تعریف قافیه و بسط معنی	ایضاً	بحث اشباع
	و وجه تسمیه آن	ایضاً	بحث حذو
۱۰	کلام دوم در تعریف ردیف و حاجب	۲۳	بحث توجیه
	و معنی و وجه تسمیه آن	ایضاً	بحث مجری
۱۲	کلام سوم در حروف قوافی و معانی	۲۴	بحث نفاذ
	و وجه تسمیه آن	۲۵	کلام پنجم در القاب قوافی و وجوه تسمیه آن
۱۳	تعریف روی	ایضاً	بحث مترادف
۱۵	تعریف ردف	ایضاً	بحث متواتر
۱۶	بحث حرف قید	۲۶	بحث متدارک
۱۸	بحث حرف تاسیس	ایضاً	بحث متراکب
ایضاً	بحث حرف دخیل	ایضاً	بحث متکاوس
۱۹	بحث حرف وصل	۲۷	بحث القاب منسوبه بقوافی
ایضاً	کلام چهارم در اسماء حرکات قوافی	۲۸	کلام ششم در عیوب قوافی و معانی و وجوه تسمیه آنها
	و معانی و وجوه تسمیه آن	ایضاً	بحث اقوا
۲۰	بحث حرف خروج	ایضاً	بحث اکفا
۲۱	بحث حرف مزید	۲۹	بحث سناد

صفحہ	تذکرہ
۲۹	بحث ایطای جلی
۳۱	بحث قافیہ شایگان
۳۲	بحث ایطای خفی
ایضاً	بحث اختلاف حرف قید
۳۳	بحث اصراف
ایضاً	بحث اجازہ
ایضاً	بحث غلو
۳۴	بحث تعدی
ایضاً	بحث تضمین
۳۵	بحث اقعاد
ایضاً	بحث تجرید
ایضاً	بحث تعریف روی
۳۶	بحث تغیر
ایضاً	بحث اختلاف روی در ظہور وخفا
۳۷	بحث اختلاف روی در تقید واطلاق
ایضاً	کلام ہفتم در انواع قوافی ومتعلق آنہا
ایضاً	بحث قافیہ غیر معمول

صفحہ	تذکرہ
ایضاً	بحث معمول ترکیبی
۳۸	بحث معمول تحلیلی
۳۹	کلام ہشتم در تشریح قواعد ضروریہ وفوائد...
۴۴	کلام نہم در حقیقت وکمیت زبان اُر...
۴۶	خاتمہ کلام
۴۷	تاریخ تصنیف از جناب جوش
ایضاً	نثر تقریظ از منشی محمد مبارک حسن خان...
۴۹	اشعار مصنفہ حضرت مؤلف رسا...
۵۰	قطعات تاریخ تصنیف از نواب... محمد واجد علی خان صاحب
۵۱	قطعات تاریخ تصنیف از حضرت صف... فرخ آبادی
۵۲	قطعات تاریخ طبع
ایضاً	قطعات تاریخ از حضرت صفدر...
۵۵	قطعات تاریخ از حضرت غضنف...
ایضاً	قطعات تاریخ از حضرت علیم
۵۶	قطعات تاریخ از حضرت سید ابن ج...

الحمد للہ کہ کتاب مطلع خورشید مع فہرست ہا بمطبع نامی منشی نولکشور واقع بمقام لکھنؤ...
بماہ مارچ ۱۸۸۴ء مطبوع ہوئی

PK
1979
M35